عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۵ | ۲ تا ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۲۶ء | شمارہ: ۴

شیخ الحدیث

حضرت مولانا حافظ

فضل الرحیم اشرفیؒ

حیات و خدمات

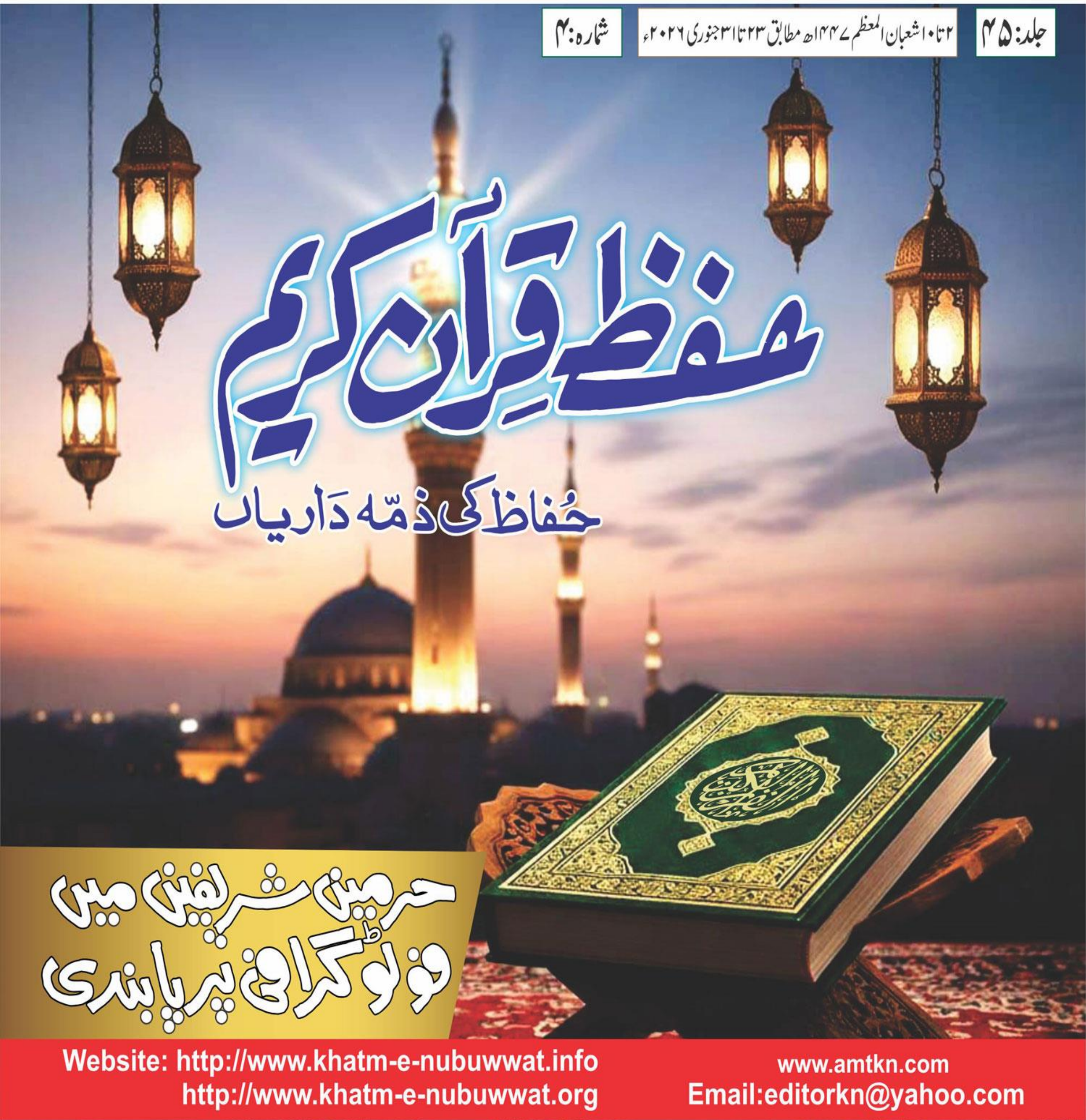

حفظِ قرآنِ کریم

حُفاظ کی ذمّہ داریاں

حرمین شریفین میں فوٹوگرافی پر پابندی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org

www.amtkn.com
Email:editorkn@yahoo.com

اسکول اور اسٹیشنری کے درمیان کاروباری صورتیں!

س:... ہماری کتابوں اور اسٹیشنری کی ایک دکان ہے، ہم اپنی دکان میں اسکولوں کی کتابیں بھی رکھتے ہیں.....علاقہ چونکہ بہت چھوٹا ہے، اس لئے اسکول والے اپنی اور طلبہ کی آسانی کے لئے ہماری دکان سلیکٹ کر کے والدین کو بتادیتے ہیں کہ اس دکان سے آپ کو کتابیں مل جائیں گی اور ہمیں وہ پابند کرتے ہیں کہ ہم تمام کتابوں کا اسٹاک رکھیں گے، اس کے بدلے وہ ہم سے کوئی کمیشن نہیں لیتے۔ بچے اگر کسی اور جگہ سے کتابیں خریدیں تو ان پر پابندی نہیں ہے، لیکن عام طور پر کتابیں اور کوئی دکان والا نہیں رکھتا، اس لئے زیادہ تر کتابیں ہم ہی سے لی جاتی ہیں۔ کتابوں پر جو قیمت لکھی ہوتی ہے، وہی لی جاتی ہے۔ بعض اوقات اسکول والے مستحق طلبہ کو کارڈ دیتے ہیں، جس پر ہم طلبہ کو دس یا بیس فیصد رعایت بھی دیتے ہیں۔ ہم بعض اسکولوں کو براہِ راست کتابیں فروخت کرتے ہیں۔ ہمارے پاس ڈیلرشپ ہے، وہ ہمیں کتابوں پر ۳۸ فیصد ڈسکاؤنٹ دیتا ہے۔ ہم اسکولوں کو ۲۵ فیصد ڈسکاؤنٹ پر کتابیں دیتے ہیں۔

معلوم یہ کرنا ہے کہ دو اسکول ہم سے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ عام طور سے تین طریقوں سے ہوتا ہے: ۱۔۔۔: اسکول والے کہتے ہیں کہ آپ ہمارا کورس اپنی دکان پر رکھیں، ہمارے طلبہ آپ سے کورس لیں گے، اور آپ نے ہر کورس پر دس یا پندرہ فیصد اپنے منافع میں سے ہمیں دینا ہے۔ ۲۔۔۔: اسکول والے اور دکاندار مل کر آدھی آدھی رقم ملا کر کتابیں خریدتے ہیں۔ وہ کتابیں دکان پر بیچتے ہیں اور جو منافع ہوتا ہے، اس میں سے اخراجات نکال کر آدھا آدھا رکھ لیتے ہیں۔ ۳۔۔۔: تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اسکول والے ہم سے کتابیں نقد یا ادھار خرید لیتے ہیں اور کتابیں اپنے اسکول لے جاتے ہیں، پھر وہ کتابوں کے کلاس وائز سیٹ بناتے ہیں، ان کی قیمت سیٹ پر لکھی ہوتی ہے۔ وہ کتابیں واپس ہمارے پاس لاتے ہیں اور ہم فی کورس سروس چارجز کی مد میں ۲۰۰ یا ۳۰۰ روپے اسکول والوں سے لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان تینوں طریقوں میں سے کون سا غیر شرعی ہے اور کون سا جائز ہے؟ تاکہ ہم جائز طریقہ اختیار کریں۔

ج:... صورتِ مسؤلہ میں خرید وفروخت کی پہلی والی دونوں صورتیں درست ہیں۔ اس کے مطابق کام کرنا صحیح ہے۔ دوسرے طریقہ میں جو تین صورتیں بنائی ہیں، ان میں سے پہلی والی صورت میں اسکول والوں کا آپ سے فی کورس کمیشن وصول کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس میں ان کی کوئی محنت شامل نہیں۔ نمبر:۲ میں بیان کردہ صورت میں آپ نے اسکول کے ساتھ پارٹنرشپ کرلی ہے، جس میں سرمایہ دونوں کا برابر ہے، کام آپ کا ہے اور منافع میں برابری متعین کی ہے۔ جب نفع میں دونوں برابر ہیں تو نقصان میں بھی دونوں برابر ہوں گے۔ اس کے مطابق کام کرنا بھی درست ہے۔ نمبر:۳ میں جو صورت بیان کی گئی ہے کہ پہلے اسکول والے آپ سے کتابیں خرید لیتے ہیں اور سیٹ بنا کر قیمت متعین کر کے آپ کی دکان پر فروخت کرنے کے لئے رکھوا دیتے ہیں اور آپ ان سے فی کورس فروخت کرنے کی قیمت متعین کر کے وصول کرتے ہیں تو یہ بھی درست ہے۔ بشرطے کہ آپ نے یہ دونوں معاہدے الگ الگ کیے ہوں، یعنی پہلے کتابیں خریدنے والا معاہدہ پورا ہو چکا ہو، پھر اسکول کی کتابیں فروخت کرنے والا ہو، کیونکہ اس صورت میں آپ مضارب ہوں گے یعنی سیلز مین اور اسکول سرمایہ کا مالک۔ لیکن اس صورت میں اگر کورس بہت زیادہ مہنگا ہو جائے تو طالب علم پر اور والدین پر بوجھ آئے گا جو کہ مناسب نہیں ہے۔ طلبہ کی سہولت کو سامنے رکھ کر کام کریں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے گا۔

واللہ أعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۵ ۲تا۱۰رشعبان المعظم ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۳تا۳۱رجنوری ۲۰۲۶ء شمارہ:۴

اس شمارے میں!

حرمین شریفین میں فوٹو گرافی پر پابندی....	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حفظِ قرآن کریم... حفاظ کی ذمہ داریاں	۷	مولانا محمد یاسر عبداللہ
شیخ الحدیث مولانا فضل الرحیم اشرفیؒ	۱۰	مفتی ابوغزالی عبدالواجد
بنگلہ دیش وسری لنکا کا سفر (۴)	۱۳	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
بیماری اور عیادت... آداب واحکام (۳)	۱۶	مولانا عبداللطیف قاسمی
علماء کرام کی ذمہ داریاں	۱۹	علامہ سید سلیمان ندویؒ
معراج جسمانی پر دلائل (۲)	۲۲	مولانا عبدالحکیم نعمانی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرپرست

حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ڈالر
فی شمارہ: ۲۵روپے، ششماہی: ۶۰۰روپے، سالانہ: ۱۲۰۰روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی ؒ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ؒ

قسط:۱۵۳ فصل:.....۷ھ کے واقعات

۷۰:.... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی تعبیر عملی شکل میں ظاہر ہوئی، جس کا ذکر اِرشادِ خداوندی: ’’لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ‘‘ (الفتح:۲۷) میں فرمایا گیا ہے، جیسا کہ عمرۃ القضاء کے بیان میں گزر چکا ہے۔

۷۱:.... اسی سال منگل کی رات، ۱۰/جمادی الاولیٰ، اور بقولِ بعض جمادی الاخریٰ، کو رات کے چھ گھنٹے گزرنے کے بعد شاہِ فارس کسریٰ پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں قتل ہوا، اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامے کی بے حرمتی کی تھی اور اسے چاک کرڈالا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددُعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی اسی طرح چیر ڈالے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے ’’شیرویہ‘‘ کو اس پر مسلط کیا، اور اس نے تلوار سے اس کا پیٹ چاک کرڈالا۔ جس رات وہ قتل ہوا، اس کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو خبر دی کہ آج رات کسریٰ پرویز کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کرڈالا، اور یہ اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

فصل:.....۸ھ کے واقعات

۱:....اسی سال منبر مبارک تیار ہوا، اور کھجور کے (جس) تنے (کے ساتھ ٹیک لگاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے، اس کے) رونے کا واقعہ ہوا، یہ اسلام میں سب سے پہلا منبر تیار ہوا تھا، منبر شریف کا ۸ھ میں تیار کیا جانا مشہور تر قول پر مبنی ہے، اسی کو ابن نجار وغیرہ نے جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ایک قول میں یہ ۷ھ کا، اور ایک قول میں ۶ھ کا واقعہ ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا (امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ منبر شریف غزوۂ بدر سے قبل تیار ہوا۔ ۱۲ مترجم) اور اس منبرِ نبوی سے متعلقہ بعض تفصیلات اسی فصل میں آگے آئیں گی۔

۲:....اسی سال ذی الحجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے حضرت ابراہیمؓ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے متولد ہوئے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ’’فتح الباری‘‘ میں لکھا ہے کہ یہ بالاتفاق ہے، یعنی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سنِ ولادت میں اختلاف نہیں، اگرچہ سنِ وفات اور ماہِ وفات میں اختلاف ہے، جیسا کہ آگے آئے گا۔

۳:....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحب زادے کا نام اپنے جدِ اعلیٰ سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے نام پر رکھا، ساتویں دن عقیقے کے دو مینڈھے ذبح کئے اور صاحب زادے کے سر کے بال اُتارنے کا حکم فرمایا، چنانچہ ابوہند البیاضیؓ نے (جو بنو بیاض کے موالی میں سے تھے) ان کا حلق کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کے وزن برابر چاندی مساکین پر صدقہ کرنے کا حکم فرمایا اور بال دفن کرادیئے۔ بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے کہ صاحب زادے کا نام بھی ساتویں دن رکھا گیا، لیکن صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی پیدائش جس رات ہوئی اسی رات کو نام تجویز فرمادیا۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حرمین شریفین میں فوٹوگرافی پر پابندی

ایک بروقت اور بابرکت فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

مسلم سماج اور معاشرہ میں جہاں اور بہت سی کمزوریاں اور کوتاہیوں در آئی ہیں، وہاں پر تصویر سازی اور فوٹوگرافی عام ہوگئی ہے، حتیٰ کہ ہمارے مدارس اور مساجد بھی اس وبا اور فتنہ سے محفوظ نہیں، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ہماری عبادات نماز اور حج تک میں یہ چیزیں دخیل ہوگئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے سعودی عرب کے اربابِ حکومت اور حرمین شریفین کی انتظامیہ کو کہ انہوں نے آئندہ سال ۲۰۲۶ء حج میں فوٹوگرافی پر پابندی عائد کردی ہے، اس پر ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدیر ماہنامہ الخیر ملتان نے اس فیصلے پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا ہے، افادۂ عام کی خاطر ہفت روزہ ختم نبوت میں بطور اداریہ اسے شاملِ اشاعت کیا گیا ہے، قارئین ملاحظہ فرمائیں:

"سعودی وزارتِ حج وعمرہ نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ حج سیزن سے مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں ہر قسم کی فوٹوگرافی اور ویڈیو ریکارڈنگ مکمل طور پر ممنوع ہوگی۔ اس پابندی کا اطلاق موبائل فون، پروفیشنل کیمرے اور تمام ریکارڈنگ ڈیوائسز پر ہوگا۔

وزارت کے مطابق فوٹو کھینچنے کی وجہ سے رش میں اضافہ، نماز میں خلل، عبادت کے دوران بے توجہی اور زائرین کی پرائیویسی کی خلاف ورزیاں بڑھ رہی تھیں۔ پابندی کا مقصد زائرین کو پُرسکون اور محفوظ ماحول فراہم کرنا ہے۔ سکیورٹی اہلکار اس فیصلے پر سختی سے عمل کروائیں گے اور یہ قانون حج روٹ کے دیگر مقدس مقامات پر بھی نافذ ہوگا۔" (سعودی وزارت حج وعمرہ، 15؍جمادی الاخریٰ 1447ھ)

سعودی عرب نے حج 2026ء کے لیے مسجد الحرام (مکہ مکرمہ) اور مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام (مدینہ منورہ) کے اندر ہر قسم کی فوٹوگرافی اور ویڈیو ریکارڈنگ پر مکمل پابندی عائد کردی ہے، جس میں موبائل فون اور کیمرے دونوں شامل ہیں۔ اس فیصلے کا مقصد زائرین اور حجاج کی پرائیویسی کا تحفظ، مقدس مقامات کے روحانی ماحول کو برقرار رکھنا اور ہجوم کے دوران آمدورفت میں آسانی پیدا کرنا ہے۔

سعودی حکومت کی جانب سے مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے اندر ہر قسم کی فوٹوگرافی اور ویڈیو ریکارڈنگ پر مکمل پابندی کا اعلان نہایت بروقت اور خوش آئند ہے۔ حرمین شریفین کی عظمت، ان کی روحانی فضا اور عبادت کے وقار کا اصل تقاضا یہی تھا کہ ان مقامات کو نہ صرف مکروہات بلکہ غیر ضروری مصروفیات سے بھی پاک رکھا جائے۔

گزشتہ چند برسوں میں عکس بندی کے شوق نے ان مقدس مقامات کے آداب کو نظر انداز کرنے اور ماحول کے تقدس کو مجروح کرنے کا ایک نادیدہ سلسلہ شروع کردیا تھا۔ طواف، سعی، روضہ اقدس کی حاضری، مناجات کے لمحات اور عبادات کے ارتکاز کو کیمروں کی بے وقت چمک اور موبائل کی توجہ بانٹنے والی مصروفیات نے بری طرح متاثر کیا تھا۔ ایسے ماحول میں یہ پابندی محض انتظامی فیصلہ نہیں، بلکہ حرمین

شریفین کے وقار کی بحالی اور زائرین کی عبادت کو خالص بنانے کا ایک دینی تقاضا ہے۔

حرمین شریفین میں فوٹو گرافی کی پابندی دراصل ہمیں یہ یاد دلانے کے لیے ہے کہ یہاں یادگاروں پر نہیں عبادات پر توجہ دی جائے، یہاں تصویریں بنانے کی بجائے تقدیریں بنانے کی فکر کی جائے۔ دل کی آنکھ اگر جاگ جائے تو ایک سجدہ، ایک آنسو، ایک دعا ہزاروں تصویروں سے زیادہ قیمتی اور لافانی دولت ہے۔

لہٰذا زائرین کے لیے اصل ہدایت یہی ہے کہ حرمین شریفین میں حاضری کا ہر لمحہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر گزارا جائے اور توجہ کو منتشر کرنے والی ہر چیز سے اپنے دل کو محفوظ رکھا جائے۔

یہ بات قابل تحسین ہے کہ فوٹو گرافی پر پابندی کا مقصد زائرین کی رازداری کا تحفظ، ہجوم میں روانی اور سب سے بڑھ کر وہ روحانی فضا قائم رکھنا ہے جس کی وجہ سے حرمین شریفین روح وقلب کی طہارت و بیداری کا منبع بنتے ہیں۔ عبادت کا اصل حسن یہی ہے کہ دل یکسو ہو، نگاہ اللہ کی طرف متوجہ ہو اور حرم کے ہر گوشے سے وہ سکینہ اور خشیت پھوٹے جس کے لیے لاکھوں قلوب ہزار ہا تمناؤں سے تڑپ کر یہاں پہنچتے ہیں۔

اس فیصلے سے یہ امید باندھی جاسکتی ہے کہ حج 2026ء کا موسم پہلے سے زیادہ پُرسکون، باوقار اور روحانی اعتبار سے بابرکت ثابت ہوگا۔

مزید برآں، اس فیصلے کی روح یہ تقاضا بھی کرتی ہے کہ جس طرح حج کے ایام میں حج اکبر کے لیے یہ پابندی عائد کی جارہی ہے اسی طرح حج اصغر یعنی عمرہ کے مواقع پر بھی مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے اندر فوٹو گرافی اور ویڈیو گرافی ممنوع قرار دی جائے۔ دونوں عبادات کے تقدس اور حرمت کا معیار ایک ہے، لہٰذا روحانیت کے تحفظ، ہجوم میں نظم و ضبط اور حرمین شریفین کے وقار کے اظہار کے لیے اس فیصلے کا اطلاق بھی یکساں ہونا چاہیے۔

فی الجملہ، یہ فیصلہ امت مسلمہ کو یہ پیغام دیتا ہے کہ عبادت کے لمحات کو تصویری نمائش کی نذر کرنے کے بجائے انہیں خالص خشوع و حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور حرمین شریفین کی تعظیم میں بسر کرنا چاہیے۔

''اللّٰھُمَّ اجعَلْ حَجَّ القَادِمِینَ إِلَی بَیْتِكَ حَجّاً مَبْرُورًا، وَسَعْیًا مَشْکُورًا، وَذَنْبًا مَغْفُورًا۔''

''اے اللہ! تیرے گھر کے آنے والے حاجیوں کا حج مقبول فرما، ان کی سعی و کوشش کو قبولیت کی سند عطا فرما، اور ان کے گناہوں کو معاف فرما۔''

''وَاجْعَلْ حَرَمَیْكَ الشَّرِیفَیْنِ مَأْوًی لِلسَّکِینَةِ وَالرَّحْمَةِ۔''

''اور اپنے دونوں مقدس حرموں کو ان کے لیے رحمت اور سکون کا ٹھکانہ بنا دے۔''

''وَارْزُقْ زُوَّارَهُمَا خُشُوعًا خَالِصًا، وَقُلُوبًا مُنِیبَةً، وَنُفُوسًا لَا تَلْتَفِتُ إِلَّا إِلَیْكَ۔''

''اور ان کے زائرین کو خالص خشوع عطا فرما، لوٹنے والے، جھکنے والے دل عطا کر اور ایسے نفوس بخش کہ جو تیرے سوا کسی کی طرف متوجہ نہ ہوں۔'' آمین۔''

ادارہ ہفت روزہ ختم نبوت بھی اپنے قارئین سے بالخصوص اور تمام مسلمانوں سے بالعموم یہ درخواست کرتا ہے کہ اپنی مساجد اور معابد کو اس فوٹو گرافی سے محفوظ رکھیں، خصوصاً عبادات جو خالص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہوتی ہے، اسے ریاکاری اور شہرت سے دور رکھیں، ورنہ اندیشہ ہے کہ ہماری یہ عبادات کہیں مردود ہو کر ہمارے منہ پر نہ ماردی جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کو محفوظ فرمائے، آمین۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ واجمعین!

حفظِ قرآن کریم ... حفاظ کی ذمہ داریاں

بیان:.... مولانا محمد یاسر عبداللہ

ضبط وترتیب: طارق علی عباسی

(یہ بیان 6/جنوری 2026ء بروز منگل بعد نمازِ عشاء حفاظِ کرام کے لیے ایک مفید تربیتی نشست منعقدہ جامع مسجد نجم، شہید ملت روڈ، کراچی میں ہوا)۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

اس مجلس میں مجھ سمیت جتنے حفاظ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو یہ توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم فرمایا، اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں تھا، یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے اور ہم جتنے لوگ ہیں گویا Selected (منتخب/چنیدہ) لوگ ہیں، ہماری Selection (انتخاب) اللہ تعالیٰ نے کی ہے، اس انتخاب پر ہمیں دل سے خوش ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔“ (یونس:58)

ترجمہ: ”کہہ دو (قرآن) اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے، سو اسی پر انہیں خوش ہونا چاہیے، یہ ان چیزوں سے بہتر ہے، جو جمع کرتے ہیں۔“

اس آیت میں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے مراد کیا ہے؟ علماء بتاتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین، دین کے احکام، قرآن کریم، یہ سب ایسی امور ہیں، جن پر ہمیں یہ کہا جارہا ہے کہ ہمیں خوش ہونا چاہیے۔ جسے اللہ کا دین حاصل ہو، جسے اللہ کے دین کی نعمت حاصل ہو اور جسے قرآن کریم کی نعمت حاصل ہو، یہ نعمت تو ہم سب کو حاصل ہے، اگرچہ حفظ کی بدولت حفاظ کو زیادہ حاصل ہے، لیکن غیر حفاظ کو بھی حاصل ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے، جس پر ہمیں خوش ہونا چاہیے، اترانا نہیں چاہیے، کبر وغرور نہیں ہونا چاہیے، اس لیے کہ وہ تو شریعت میں منع ہے، لیکن جیسے تعلیم کے میدان میں مختلف Goals (اہداف) حاصل کر کے ہم خوش ہوتے ہیں، اور جو بھی کسی درجے پہ پہنچتا ہے تو وہ محنت کر کے پہنچتا ہے، لیکن یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ اس سے کہیں زیادہ خوشی ہمیں اس پر ہونی چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں اور اللہ نے ہمیں قرآن کی نعمت دی ہے، قرآن ہمارے سینوں میں محفوظ ہے، یہ ہمارے اپنے بس میں نہیں تھا، ہماری کوئی طاقت نہیں تھی کہ ہم یہ کام کر سکتے، محض اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر اپنا فضل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہے کہ یہ جتنی چیزیں جمع کرتے ہو، مال و دولت جمع کرتے ہو، جائیدادیں جمع کرتے ہو، ڈگریاں جمع کرتے ہو، Skills (ہنر/صلاحتیں) حاصل کرتے ہو، ان میں سے سب سے بڑی نعمت اور دولت جو تمہیں حاصل ہے، جو ان سب سے بہتر ہے، وہ قرآن کریم کی دولت ہے۔ اس لیے ہمیں اپنے حفظ کا اظہار کرتے ہوئے شرمانا نہیں چاہیے، ہمیں خوشی سے اس کا اظہار کرنا چاہیے اور اس نیت سے اظہار کرنا چاہیے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔“ (الضحیٰ:11)

ترجمہ: ”جو نعمت تمہیں حاصل ہو، اس کا اظہار کرو۔“

یعنی نعمت کے اظہار کے طور پر آدمی اس کا تذکرہ کرے۔ قرآن کی حفاظت کا ربانی نظام ارشادِ ربانی ہے:

”اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔“ (الحجر:9)

ترجمہ: ”ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔“

اس ذکر سے مراد قرآن کریم ہے اور اس حفاظت میں قرآن کریم کے الفاظ، معنی اور اس کا مفہوم وتفسیر بھی داخل ہے، قرآن کریم سے متعلق اہم امور اس میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، اور یہ دنیا چونکہ دارالاسباب ہے تو اس

حفاظت کے لیے کچھ صورتیں اور اسباب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادیئے ہیں۔ کسی بھی Text (متن) کو محفوظ کرنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ اس کو لکھ لیا جائے، آج کل کے دور میں Composing (کمپوزنگ) ہوتی ہے، لوگ کتابیں وغیرہ لکھتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو اپنے حافظے اور دماغ میں یاد کرلیا کریں، کسی بھی Meter (میٹر) اور Text کو محفوظ کرنے کی عقلی طور پر یہی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ قرآن کریم کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں تدبیریں اعلیٰ درجے پر اختیار فرمائیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم لکھا جاتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو صحابہ کرام میں سے بعض صحابہ کرامؓ کی ڈیوٹی تھی کہ وہ قرآن کریم کو لکھیں، ان صحابہ کو کاتبینِ وحی کہا جاتا ہے، یعنی وحی کے لکھنے والے اور یہ بھی بہت محدود حضرات تھے، کتابوں میں ان کی تعداد 42/43 تک ملتی ہے۔ ان میں حضرت ابوبکر، حضرت زید بن ثابت، حضرت معاذ بن جبل، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے حضرات تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی کو بلاتے تھے اور ان کو لکھوا دیتے تھے۔ خود دورِ رسالت میں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ قرآن کریم پورا لکھا جاچکا تھا۔ ایک نظم تو اللہ تعالیٰ نے یہ بنایا کہ قرآن کریم کی کتابت کا بندوبست فرمادیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے پورا نظام بنادیا اور اس کے اصول وضوابط مقرر فرمادیے کہ لکھتے ہوئے کن قاعدوں کی رعایت رکھنی ہے۔ جب کوئی ایک آیت نازل ہوتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاتبِ وحی صحابی کو بلاکر بتاتے تھے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت سے پہلے اور فلاں آیت کے بعد لکھو، اس لیے قرآن کریم کی سورتوں اور آیتوں کی پوری ترتیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ ہے، اس میں ردوبدل نہیں کیا جاسکتا، اس کو ہمارے مدرسے کی فنی زبان میں توقیفی کہا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ اللہ کی طرف سے طے شدہ ہے، اور اس میں کوئی رد و بدل نہیں کرسکتا۔ کچھ لوگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آکر کہتے تھے کہ قرآن میں کچھ تبدیلی کردیجیے یا اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آیئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں انہیں فرمایا: مجھے یہ اختیار نہیں ہے۔ قرآن کا حفظ اور اس کی آسانی ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" (القمر:17)

ترجمہ: "اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لیے قرآن کو آسان کردیا، پھر کوئی ہے کہ سمجھے۔"

اس آیت کے دو تین مطالب علماء بتاتے ہیں، ایک مطلب تو یہ ہے کہ قرآن کریم کو ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کردیا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کو ہم نے یاد کرنے کے لیے آسان کردیا ہے، دنیا کی کوئی کتاب آسانی سے یاد نہیں ہوتی، اس طرح کہ ابتدا سے انتہا تک ایک ایک لفظ آپ کو یاد ہوجائے اور ہر ہر لفظ کا زبر، زیر پیش سب یاد ہو، یہ انتہائی مشکل ترین کام ہے، قرآن کریم کے سوا دیگر کتابوں کا یاد کرنا انتہائی مشکل ترین کام ہے، لیکن قرآن کریم چھوٹا سا بچہ بھی یاد کرلیتا ہے۔ کافی عرصہ پہلے اقرأ روضۃ الاطفال کا ایک پروگرام ہوا اور اس میں اسٹیج پر ایک بچی کو لایا گیا کہ اس بچی نے بھی قرآن حفظ کرلیا اور غالباً اس کی عمر صرف چار سال تھی، ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ اکثر اپنے بیانات میں سناتے تھے، یہ کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نظام ہے اور اس نظام کے تحت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے یاد کرنے کو آسان فرمادیا۔ کوئی اگر قرآن کریم کو یاد کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ ہوگی، آسانی سے وہ قرآن کریم کو یاد کرلے گا۔ لیکن جیسے قرآن کریم کو یاد کرنا آسان ہے، ویسے ہی قرآن کریم آسانی سے بھول بھی جاتا ہے، اس لیے بتایا گیا کہ قرآن کریم یاد کرلیا، اب اس کو محفوظ رکھنے کی تدبیریں اختیار کرنی چاہئیں۔

آپ تھوڑا عرصہ اگر قرآن کو چھوڑ دیں گے تو آپ بھول جائیں گے، جیسے قرآن کریم کو یاد کرنے کی بڑی فضیلتیں اور بہت بڑا اعزاز ہے، اسی طرح قرآن کریم کو یاد کرکے بھولنا گناہ ہے اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اونٹ کو اگر آپ کسی جگہ رسی سے باندھ دیں، وہ اپنی رسی چھڑا کر اتنا تیزی سے اور اتنا جلدی نہیں

بھاگتا، جتنا جلدی اور جتنی آسانی سے قرآن کریم سینوں سے نکل جایا کرتا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح:2201)

اس لیے حفظ کی تدبیر اختیار کرنا اور مستقل قرآن کریم کو پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اگر بالفرض آپ قرآن کریم بھول گئے ہیں تو کوئی بات نہیں آپ دوبارہ یاد کرسکتے ہیں، پہلی بار یاد کرنا آپ کے لیے مشکل کام ہے، دوسری بار میں یاد کرنا نسبتاً آسان ہے، اس کی کوشش اور تدبیر کریں۔

یہ رمضان المبارک میں تراویح کا سلسلہ بھی قرآن کریم کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کیے ہوئے نظام کا حصہ ہے، اگر پورا سال بھی کوئی نہ پڑھے تو رمضان میں اس کو پڑھنا پڑتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ رمضان میں قرآن سنانا ایک مشکل کام ہے، لیکن قرآن سنانے کے ساتھ ساتھ آپ تراویح میں امامت کرتے ہیں، یہ بھی بڑی ذمہ داری ہے، نماز میں امامت کرنا معمولی کام نہیں ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی ہے، معلوم ہوا کہ امامت کرنا ایک بڑی ذمہ داری ہے۔ امام کی مثال ایسی ہے جیسے: ٹرین میں انجن، اگر انجن درست نہ ہو تو ٹرین کیسے چلے گی؟ اگر امام خدانخواستہ مسائل سے واقف نہ ہو۔ طہارت و پاکی کے مسائل سے واقف نہ ہو۔ وضو اور غسل کے مسائل سے واقف نہ ہو، وضو اور غسل صحیح طرح نہ کرتا ہو، نماز میں امامت کے جو مسائل ہیں، ان مسائل میں اس کو آگاہی نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سب کی نماز خراب کرے گا اور سب کی نمازوں کو خراب کرنے کا گناہ بھی اس کے ساتھ آئے گا، اس لیے اس ذمہ داری کو سمجھیں، اس کو ہلکا نہ لیں، اس ذمہ داری کو بڑی ذمہ داری سمجھیں اور بڑی خطرناک ذمہ داری سمجھیں، یہ نہیں کہا جارہا کہ آپ لوگ تراویح کی امامت نہ کریں، بالغ حفاظ ضرور امامت کریں، لیکن امامت اور تراویح کے مسائل کو بھی سیکھیں، اور تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے کی جانب توجہ دیں اور قرآن کریم سنانے میں جلد بازی نہ کریں، اطمینان وسکون اور وقار سے قرآن سنائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، سنہری مسجد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی ضلع جنوبی کے صدر ٹاؤن میں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد سنہری برنس روڈ میں بعد نماز عشاء ہوئی۔ قاری محمد صالحین کی تلاوت سے آغاز ہوا، جبکہ ہدیہ نعت رسول اور ترانہ ختم نبوت مولانا محمد شاہ رخ نے پیش کیا۔ مولانا مسعود احمد لغاری نے پروگرام کے اغراض ومقاصد بیان کیے۔ مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاجِ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے ہم نے اپنی جانیں وقف کردی ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا نورالحق مدظلہ نے کہا کہ اس عقیدے کے تحفظ کی فکر ہم سب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ مل کر کرنی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر جناب منظور احمد میؤ صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیت کے خلاف ہمارے ملک میں قانون سازی بہت مضبوط بنیادوں پر ہوئی ہے۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی محمد حسن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور نے عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر مفصل خطاب کیا اور کہا کہ جب تک یہ امت بیدار رہے گی۔ منکرین ختم نبوت شکست سے دوچار رہیں گے۔ راقم الحروف نے مجمع سے عہد لیا کہ ہم حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر زندگی بھر پہرہ دیتے رہیں گے۔ مولانا رب نواز حنفی نے بھی خطاب کیا۔ پروگرام میں مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی، مولانا اسامہ حسن، مولانا معیز اللہ خان، مولانا حمید سعدی، مولانا اعجاز کشمیری، حافظ محمد یونس، مولانا محمد ظفر، جناب مظہر اور جناب محمود سمیت معززین وسماجی شخصیات اور عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔ تحفظ ختم نبوت کورس چناب نگر کے حوالے سے ٹاؤن کی سطح پر اجلاس رکھا گیا، جس میں بیانات کرنے والے علماء کرام کی تشکیل کی گئی۔ جامعہ نعمانیہ لیاری میں مولانا مسعود احمد لغاری، جامعہ محمودیہ میرانا کہ میں راقم، جب کہ جامعہ بنوری ٹاؤن کی شاخ جامعہ عثمانیہ بہار کالونی اور جامعہ دارالفیوض جونا ہاشمی مسجد میں امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے کورس کی اہمیت وافادیت پر ترغیبی گفتگو کی۔ تمام پروگراموں میں حافظ محمد صدیق ظفر، محمد اواب، مولانا محمد نعیم اللہ، مولانا فہد، بھائی رفاقت اللہ سمیت دیگر احباب نے بھرپور تیاری ونظم ضبط قائم کیا۔ (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان)

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

حیات وخدمات

مفتی ابوغزالی عبدالواجد، گوجرانوالہ

اللہ تعالیٰ ہر عہد میں کچھ ایسی نابغۂ روزگار اور صاحبِ نسبت ہستیاں پیدا فرماتا ہے جن کے تذکرے سے دلوں کو طمانیت، اذہان کو تازگی اور روحوں کو جلا نصیب ہوتی ہے۔ یہ وہ خوش نصیب نفوس ہوتے ہیں جن کی عظمت تعریفی کلمات کی محتاج نہیں ہوتی، اس لیے کہ ان کی زندگیاں خود ایک روشن تفسیر، ان کے اقوال ایک زندہ پیغام اور ان کے اعمال آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ہوتے ہیں۔ ان کے علم سے تشنگانِ دانش سیراب ہوتے ہیں اور ان کی صحبت سے دلوں میں یقین و اخلاص کی شمعیں فروزاں ہوتی ہیں۔ انہی درخشاں اور یادگار شخصیات میں ایک نمایاں اور محترم نام یادگارِ اسلاف، صاحبِ محاسنِ اخلاق، شفیقُ الامۃ، ذی استعداد مدرس، فصیح البیان خطیب اور خانوادۂ حسن کے چشم و چراغ حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی رحمہ اللہ کا بھی ہے، جن کا ذکرِ خیر آج بھی اہلِ علم کے دلوں میں عقیدت ومحبت کی لہر پیدا کر دیتا ہے۔

ولادت وتعلیم:

حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفیؒ کی ولادت بروز جمعۃ المبارک ۱۰ رنومبر ۱۹۴۴ء میں ایک علمی و دینی گھرانے میں ہوئی۔ کم سنی ہی میں والدہ ماجدہ کی گود میں تربیت اور تعلیم کا آغاز امرتسر میں ہوا۔

حفظ قرآن کریم:

جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور میں حفظِ قرآنِ کریم کی سعادت حاصل کی، یوں قرآن آپ کے سینے میں اتر گیا اور زندگی بھر آپ کے افکار و اعمال کی رہنمائی کرتا رہا۔ آپ کے حفظ کے اساتذہ قاری خدا بخشؒ، قاری رونق علیؒ اور قاری عبدالمالکؒ ہیں قاری عبدالمالک رحمت اللہ سے تجوید پڑھی۔

درسِ نظامی:

حفظ کے بعد جامعہ اشرفیہ ہی میں درسِ نظامی کی تکمیل فرمائی اور ۱۹۶۲ء میں دورہ حدیث کیا اور سندِ فراغت حاصل کی۔ یہ محض ایک تعلیمی مرحلے کی تکمیل نہ تھی، بلکہ تدریس، دعوت اور خدمتِ دین کے ایک طویل اور بابرکت سفر کا آغاز تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے بہاولپور یونیورسٹی میں بھی تعلیم حاصل کی۔

تدریسی خدمات:

فراغت کے بعد جامعہ اشرفیہ ہی میں مسندِ تدریس کو زینت بخشی۔ آپ کو مختلف علوم خصوصاً کتبِ حدیث کی تدریس کا شرف حاصل رہا۔ مشکوٰۃ شریف، ابن ماجہ، طحاوی، جامع ترمذی (جلد ثانی) آپ کے زیرِ درس رہی، بعدازاں صحیح بخاری آپ کے زیر درس شامل ہوئی۔ یہ حضرت کی علمی غیرت اور اخلاص کا عالم تھا کہ شدید علالت کے باوجود بھی، جب تک ہمت ساتھ دیتی رہی، سبق کے لیے تشریف لاتے رہے۔ آپ کا اندازِ تدریس نہایت سادہ، عام فہم اور مؤثر ہوتا۔ عبارت خوانی میں ایک خاص بانکپن اور دل نشینی تھی؛ کبھی کبھی جب آپ اپنے مخصوص لہجے میں متن پڑھتے تو درس گاہ میں ایک عجیب روحانی فضا قائم ہو جاتی، جیسے علم دلوں میں اتر رہا ہو۔

خطابت وامامت:

تدریس کے ساتھ ساتھ آپ مختلف دینی دروس اور بیانات کے لیے اندرون و بیرونِ ملک تشریف لے جاتے رہے۔ جامعہ اشرفیہ کی مسجدِ حسن میں ہمارے زمانۂ طالبِ علمی میں آپ فجر کی نماز اپنے مخصوص انداز میں پڑھاتے تو ایک خاص روحانی کیفیت طاری ہو جاتی سکون، خشوع اور حلاوت کا ایک حسین امتزاج ہوتا۔ حضرت مفتی عبیداللہ رحمہ اللہ کے وصال کے بعد آپ جمعہ کی امامت بھی فرماتے رہے اور اس منصب کو وقار و سنجیدگی سے نبھایا۔

اساتذۂ کرام:

حضرت کو اپنے دور کے جلیل القدر اکابر علماء کرام سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا، جن میں

سرِفہرست یہ نام شامل ہیں:

حضرت مفتی حسن امرتسریؒ، جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ، حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ، حضرت مولانا ضیاء الحقؒ، حضرت مولانا عبدالرشید نعمانیؒ، حضرت مولانا جمیل احمد تھانویؒ، حضرت مولانا یعقوب خان صاحبؒ، حضرت مولانا فیض علی شاہؒ، حضرت مولانا عبیداللہ قاسمیؒ اور شیخ الحدیث صوفی سرورؒ۔

تصوف وسلوک:

آپ نے سب سے پہلے اصلاحی تعلق اپنے والد ماجد حضرت مفتی حسن امرتسری رحمہ اللہ سے قائم کیا۔انکے بعد حضرت مولانا مفتی خلیل صاحب رحمہ اللہ سے ۔ ان کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ سے، ان کے بعد حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ سکھروی رحمہ اللہ سے، حضرت نے چاروں سلاسل میں اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ پھر ان کی وفات کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی سرور رحمہ اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا ۔ ان کی وفات کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا۔اس سے ہم خوب سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت کو کس طرح اپنی اصلاح کی فکر تھی، اتنے بڑے شیخ ہو کر بھی کسی نا کسی اللہ والے سے تعلق ضرور قائم رکھا تا کہ اس میدان میں ترقی کی منازل طے ہوتی رہیں۔

اس کے علاوہ حضرت نے کئی کتب بھی تصنیف فرمائیں جن میں مسائل نماز، اسماء الحسنٰی، فضائل توبہ، والدین کے حقوق، فضائل و برکات رمضان۔ وغیرہ۔

فکرِ اتحادِ امت:

حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی رحمہ اللہ کے دل میں امتِ مسلمہ کے اتحاد کی گہری تڑپ موجزن رہتی تھی۔ وہ فرقہ وارانہ اختلافات اور باہمی رنجشوں کو امت کے زخم سمجھتے تھے اور ساری زندگی اتحاد، اعتدال اور باہمی احترام کا درس دیتے رہے۔

طلبہ سے محبت وشفقت:

حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی رحمہ اللہ کی شخصیت کا ایک نہایت روشن اور دل آویز پہلو ان کی طلبہ سے غیر معمولی محبت، شفقت اور قلبی وابستگی تھی۔ وہ طلبہ کو محض علم حاصل کرنے والے شاگرد نہیں سمجھتے تھے، بلکہ انہیں اپنی روحانی اولاد کا درجہ دیتے تھے۔ ان کے نزدیک طالب علم ایک امانت تھا، جس کے علم، اخلاق، صحت، رہائش اور ہر چیز کا خیال رکھنا استاد کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

حضرت ہر اعتبار سے طلبہ کا لحاظ رکھتے تھے۔شفقت کا یہ عالم تھا کہ کبھی سختی نہ فرماتے ہر بات میں خیر خواہی اور محبت کی جھلک نمایاں رہتی۔

ایک مرتبہ حضرت حرمین شریفین کے سفر پر روانہ ہونے لگے۔عاجز نے سلام عرض کیا اور دعا کی درخواست کے ساتھ مزاحاً عرض کیا: ”استاذ جی! بس مدینہ منورہ کی کھجور لے آیئے گا۔“

یہ سن کر حضرت مسکرا دیئے اور محبت بھرے انداز میں فرمایا:

”سب طلبہ کے لیے کھجوریں لانا تو بہت مشکل ہو جائے گا، ہاں میں یہ کروں گا کہ اگر کھجوریں لایا تو ان کا حلوہ بنا کر سب کو کھلاؤں گا، تا کہ سب تک مدینہ کی کھجوریں پہنچ جائیں۔(مقصد سب طلبہ کے ساتھ برابری کا سلوک تھا)۔“

یہ محض ایک جملہ نہ تھا، بلکہ حضرت کے دل کی گہرائیوں میں چھپی طلبہ کی محبت کی ایک جھلک تھی۔ چنانچہ جب حضرت سفر سے واپس تشریف لائے تو واقعی ایسا ہی ہوا۔سبھی طلبہ کو کھجوروں کا حلوہ کھلایا گیا۔یوں حضرت نے اپنے عمل سے یہ سبق دیا کہ استاد کی محبت محض الفاظ میں نہیں، بلکہ عملی ایثار میں ظاہر ہوتی ہے۔

درحقیقت حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی رحمہ اللہ کی یہ طلبہ نوازی، محبت اور دل جوئی ہی تھی جس نے ان کے شاگردوں کے دلوں میں ان کی یاد کو ہمیشہ کے لیے زندہ رکھا۔ وہ اپنے طلبہ کے دلوں میں صرف ایک استاد نہیں، بلکہ ایک مشفق باپ، ایک خیر خواہ بزرگ اور ایک دعا گو ہستی کی حیثیت رکھتے تھے۔

علالت:

حضرت نے اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ علالت میں گزارا۔ ایک مرتبہ عاجز عیادت کے لیے حاضر ہوا تو نہایت شفقت اور محبت سے نوازا، قیمتی نصائح ارشاد فرمائے اور اپنے مخصوص وظائف کی اجازت عطا فرمائی۔ پھر شفقت بھرے لہجے میں فرمایا:

”بیٹا! دوبارہ آنا، میں تمہیں مزید اہم دعائیں بتاؤں گا۔“

جب حضرت کو معلوم ہوا کہ محبوب العلماء والصلحاء حضرت شیخ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی رحمہ اللہ نے عاجز کو اجازت و خلافت عطا فرمائی ہے تو بے حد مسرت کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔

وصال:

۴/ جنوری ۲۰۲۶ء کی رات، تقریباً گیارہ بجے کے بعد یہ جانکاہ خبر ملی کہ حضرت مفتی حسن امرتسری رحمہ اللہ کے آخری صاحبزادے، جامعہ اشرفیہ کے مہتمم حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی رحمہ اللہ تقریباً ۸۱ سال دو ماہ کی عمر پا کر دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ خبر سن کر کچھ لمحوں کے لیے عقل و شعور معطل ہو گیا، زبان پر بے اختیار ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ جاری ہو گیا۔

جنازہ:

۵/ جنوری ۲۰۲۶ء کو بعد نمازِ ظہر جامعہ اشرفیہ میں آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ جامعہ کی وسیع مسجد، اس کے صحن، برآمدے، بیسمنٹ، اطراف کی گلیاں اور سڑکیں سب آپ کے شاگردوں، عقیدت مندوں اور متعلقین سے بھر گئیں۔ نمازِ ظہر کے بعد حضرت ہی کی سند سے صحیح بخاری کی آخری حدیث پڑھی گئی۔ استاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ العالی نے مختصر مگر پُراثر درس ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ العالی نے تعزیتی کلمات ادا کرتے ہوئے فرمایا: ”شخصیات رخصت ہو جاتی ہیں، مگر ان کے مشن باقی رہتے ہیں۔ ان شاء اللہ! حضرت کا مشن جاری و ساری رہے گا۔“ جنازے کے موقع پر بخاری شریف کا آخری درس اسی تسلسل کی روشن دلیل تھا۔ حضرت کے صاحبزادے مولانا زبیر حسن اشرفی مدظلہ العالی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ شمع اسٹیشن کے قریب شیر شاہ قبرستان میں تدفین ہوئی، اللہ تعالیٰ شیخ کی قبر کو جنت کا باغ بنائیں۔ آمین۔ ۞۞

اظہارِ تعزیت

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم (راقم)، پیر رضوان نفیس، مولانا اشرف گجر، ڈاکٹر عبدالواحد قریشی، مولانا خالد محمود نے جامعہ اشرفیہ کے سرپرست مولانا فضل الرحیم اشرفی کے سانحۂ ارتحال کو علمی حلقوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ مولانا فضل الرحیم اشرفی نے ہمیشہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی کی اور چناب نگر لاہور سمیت ختم نبوت کانفرنسز میں شرکت کرتے رہے۔ عمر بھر تحفظ ختم نبوت مشن کی بھرپور آبیاری کی۔ وہ ختم نبوت کے عظیم داعی اور مبلغ تھے۔ مولانا مرحوم کی خدمات کا دائرہ وسیع اور ہمہ جہت تھا۔ مولانا فضل الرحیم ایک منجھے ہوئے عالم دین اور کئی کتب کے مصنف تھے، جامعہ اشرفیہ کا علمی معیار اور تعلیم و تربیت میں مثالی کردار مولانا مرحوم کی وسعت فکر کا نمونہ ہے۔ مولانا مرحوم ثقہ عالم، کہنہ مشق مدرس، بلند پایہ مصنف اور علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع تھے۔ مولانا مرحوم کی پوری زندگی علوم اسلامیہ کی خدمت میں گزری۔ مدارس کے تحفظ سمیت دینی تحریکات کے صف اول کے اکابرین میں سے تھے۔ مولانا فضل الرحیم کی دینی، تحریکی، علمی اور تدریسی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مولانا دینی خدمات کو سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ اللہ کریم مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین کا مکین بنائے۔ اللہ کریم مولانا کی تمام دینی خدمات قبول فرمائے اور ان کو اپنے شایان شان بدلہ عطاء فرمائے۔ مولانا فضل الرحیم اشرفیؒ کی وفات ملتِ اسلامیہ کا ناقابلِ تلافی علمی نقصان ہے۔ جامعہ اشرفیہ ایک شفیق استاد اور امت ایک مخلص رہنما سے محروم ہو گئی۔ مولانا فضل الرحیم اشرفیؒ کی خدمات دینی مدارس کی تاریخ کا روشن باب ہیں مولانا کی جدائی علمی دنیا کے لیے گہرا صدمہ ہے۔ مولانا فضل الرحیم اشرفیؒ نے اکابر کے مسلک کی حفاظت میں اپنی زندگی گزار دی۔ مرحوم کی تدریسی بصیرت اور دینی استقامت ہمیشہ یاد رکھیں جائیں گی۔ اہلِ علم ایک باوقار، باعمل عالمِ دین سے محروم ہو گئے۔ مولانا فضل الرحیم اشرفیؒ اہلِ حق کے لیے استقامت کی علامت اور علمی وقار، فکری پختگی اور دینی حمیت کا نام تھے مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین جامعہ سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

(مولانا عبدالنعیم، مبلغ لاہور)

تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں

بنگلہ دیش و سری لنکا کا سفر

چوتھی اور آخری قسط

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

سری لنکا میں:

بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ حضرت شاہ جلال انٹرنیشنل ائیر پورٹ سے بذریعہ سری لنکن ایئرویز یہ قافلہ کولمبو کے لیے روانہ ہوا۔ دو بج کر چھتیس منٹ پر جہاز بنگلہ دیش کی ہواؤں اور فضاؤں میں تھا۔ اب جہاز دھیرے دھیرے نیچے ہوتا ہوا سری لنکا کی حدود میں داخل ہو رہا تھا، اچھی تیز بارش ہو رہی تھی، سرزمین سری لنکا سے تر و تازہ سبزہ آسمان کی طرف اٹھ رہا تھا، جہاز زمین کے قریب ہوتا جا رہا تھا، ناریل کے درختوں کا ہر طرف ایسا وسیع پھیلاؤ تھا گویا ناریل کا کوئی خاص جنگل ہو۔ ایسی قدرتی خوبصورتی و سبزہ جس کی مثال نہیں۔ بالآخر ان خوبصورت نظاروں میں، برستی بارش میں، ڈھلتے سورج میں سری لنکن وقت کے مطابق شام پانچ بج کر اڑتیس منٹ پر ہمارا جہاز سرزمینِ سری لنکا (کولمبو ایئرپورٹ) پر اُترا۔

سامان حاصل کر کے جیسے ہی باہر نکلنے لگے تو مفتی رضوی صاحب کے نمائندے مولانا زکریا صاحب جو تبلیغی مرکز کے تحت مدرسہ میں کلیۃ الرشاد العربیۃ میں استاذ الحدیث ہیں، لاؤنج میں ہمارے استقبال کے لیے موجود تھے۔ ائر پورٹ سے باہر نکلے تو سامنے ہی ایک بڑی، انتہائی آرام دہ، بہترین لگژری گاڑی تھی، اور سب سے زیادہ خوشی کی بات کہ ہم تمام ساتھی اپنے سامان سمیت بہت سہولت وراحت کے ساتھ اُس ایک گاڑی میں پورے سما گئے۔ ٹھیک ساڑھے سات بجے ہم کولمبو سری لنکا کے گرینڈ پاس تبلیغی مرکز کے مہمان خانے میں پہنچ گئے۔ سری لنکا میں ہمارا مستقل قیام اسی مرکز میں رہا۔ قافلہ والوں نے اپنی اپنی نماز ادا کی۔

نماز کے بعد مولانا زکریا صاحب تشریف لے آئے، ماشاء اللہ! بہت ہی عاجز و خدمت گار طبیعت کے مالک ہیں، انہوں نے حضرت پیر صاحب کے دریافت کرنے پر ترتیب بتائی کہ آج رات کا کھانا مرکز میں کھا کر آپ حضرات اپنی اپنی ترتیب و سہولت کے مطابق آرام فرمائیں، آپ حضرات مستقل سفر میں ہیں، تھکاوٹ بھی ہوگی، اس لیے آج رات کا کوئی پروگرام نہیں، اور بتایا کہ 27 نومبر بروز جمعرات صبح 8 سے 9 بجے کے درمیان ناشتہ کر کے جمعیت علماء سری لنکا کے دفتر میں تعارفی پروگرام اور ظہرانہ ہے۔ اتنے میں دروازہ کھُلا اور ایک دراز قد، وجیہ و بارعب چہرہ، خوش و خاموش طبیعت کے مالک سفید ریش بزرگ کمرے میں داخل ہوئے تو مولانا زکریا صاحب نے بتایا کہ یہ میرے والد حاجی محمود لبّے ہیں، یہ یہاں مرکز میں مقیم بھی ہیں، شوریٰ کے رکن بھی ہیں اور جماعت کے فیصل (فیصلہ کرنے والے) بھی ہیں۔ اس موقع پر صاحبزادہ مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی نے مولانا زکریا صاحب اور ان کے والد بزرگوار حاجی محمود لبّے مدظلہما کو پاکستان کے صوبہ سندھ کی ثقافتی چادر (اجرک) پیش کی۔ اُس کے بعد ہم سب اکٹھے تہہ خانے میں رات کے کھانے کے لیے دستر خوان پر پہنچے۔

کھانے سے فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ صبح یعنی ۲۷ر نومبر بروز جمعرات ہمارے میزبانِ مکرم مفتی اعظم سری لنکا حضرت مولانا مفتی محمد رضوی صاحب تین پروگرام طے فرما چکے ہیں۔ جن میں سب سے پہلے صبح گیارہ بجے جمعیت علماء سری لنکا کے دفتر میں پروگرام ہے، وہاں سے گاڑی آپ حضرات کو واپس مرکز لے جائے گی۔ ساڑھے چار بجے تک آپ حضرات اپنا آرام یا جو معمولات ہوں، وہ کر لیں۔ بعد نمازِ عصر مرکزی شوریٰ کے ہال میں ایک مشورہ ہے، اُس میں آپ تمام حضرات کی شرکت ضروری ہے۔ اس کے بعد رات کا کھانا مولانا محمد یوسف حنیفہ (فاضل جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن، ہم سبق: مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی) کے گھر میں طے ہے۔ اس ترتیب کے ساتھ ہی انہوں نے ایک اور خوشخبری سنائی کہ

مفتی اعظم صاحب آج رات گئے پہنچ جائیں گے اور کل دفترِ جمیعت علماء والے پروگرام میں خود تشریف لائیں گے، اور بتایا کہ مشورہ میں طے ہوا ہے کہ راقم الحروف (محمد اعجاز مصطفیٰ) نمازِ فجر کے بعد تبلیغی مرکز کے تحت مدرسہ کلیۃ الرشاد العربیہ کے طلبہ سے بیان کریں گے۔

کھانے کے بعد بالائی منزل پر موجود کمرہ جس میں پانچ افراد کا نظم تھا، وہاں صاحبزادہ مولانا عزیز الرحمن رحمانی، مولانا قاری فیض اللہ چترالی، مولانا عبدالعزیز بیگ، مولانا رفیق الاسلام اور راقم الحروف ٹھہر گئے، جب کہ تہہ خانہ میں مولانا محمد معاویہ اور مولانا عبداللہ رحمانی کو ٹھہرا دیا گیا۔

۲۷ رنومبر بروز جمعرات۔۔۔سری لنکا میں شافعی مسلک رائج ہے، مرکز کے امام نے کیا ہی خوبصورت اور تکلفات سے پاک عجیب تڑپا دینے والے انداز میں نماز پڑھائی، نمازِ فجر کے بعد مرکز کے معمولات اپنی جگہ شروع ہو گئے، جب کہ مرکز کے تحت مدرسہ کے طلبہ سے راقم الحروف نے علم، عمل، علماء وطلبہ کی فضیلت و اہمیت پر بیان کیا۔ اس کے بعد ایک گھنٹا پھر آرام کے لیے مل گیا۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے ناشتہ لگ گیا۔ ناشتے سے فارغ ہوئے تو ہماری خدمت پر مامور مرکز کے معتمد ساتھی مولانا عبدالرشید نے آج کے دوسرے پروگرام کی ترتیب سامنے رکھی کہ ایک گھنٹا ہے، آرام یا تیاری کر لیں، ٹھیک گیارہ بجے جمیعت علماء سری لنکا کے دفتر میں پروگرام شروع ہوگا، اس لیے آپ کو بروقت پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔

جمیعت علماء سری لنکا نے اپنے دفتر میں ظہرانہ رکھا تھا، اور اُس سے قبل ایک نشست رکھی تھی جس میں آپس کے تعارف کے علاوہ جمیعت علماء سری لنکا کی اور صدر جمیعت علماء، مفتی اعظم سری لنکا مفتی محمد رضوی صاحب کی خدمات پر بریفنگ پیش کی جانی تھی۔ الحمدللہ! ہم کچھ ہی دیر میں مرکز سے نکلے اور پروگرام کے وقت سے تقریباً بیس منٹ قبل دفتر جمیعت علماء سری لنکا پہنچے۔ یہاں جمیعت علماء سری لنکا کے نائب صدر، چیئرمین رویئت ہلال کمیٹی، حضرت مولانا بُرہان اور کینڈی میں قائم مدرسہ ہاشمی کے مہتمم، مرکزی ممبر جمیعت علماء سری لنکا و رویئت ہلال کمیٹی، حضرت مولانا محمد بن نواز نے دفتر جمیعت علماء کے اراکین وعہدیداران کے ساتھ استقبال کیا۔ تمام ساتھیوں سے سلام دعا ہوئی، اُس کے بعد ہمیں دفتر کی بالائی منزل پر موجود ایک خوبصورت کانفرنس ہال میں لے جایا گیا، ہم اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ ہمیں اطلاع دی گئی کہ مفتی اعظم وصدر جمیعت علماء سری لنکا حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم محمد رضوی تشریف لانے والے ہیں۔ ہم سب کے لیے یہ خوشخبری کسی حد تک ناقابلِ یقین تھی، کیوں کہ مفتی اعظم صاحب تو چند دن پہلے ہی ہمارے سری لنکا سفر کا مکمل شیڈول بنا کر، اپنے ساتھیوں کے سپرد کر کے صاحبزادہ مولانا پیر عزیز الرحمن رحمانی کو اپنے سفر کا عُذر پیش فرما کر سفر پر تشریف لے جا چکے تھے۔

صاحبزادہ مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی مدظلہ اور راقم الحروف نے مولانا محمد نواز صاحب سے سری لنکا میں دینی کام سے آگاہی کے لیے بات چیت شروع کی، اسی اثنا میں ایک بھاری آواز میں سلام کی آواز آئی، دیکھا تو یہ مفتی اعظم سری لنکا، صدر جمیعت علماء سری لنکا حضرت مولانا مفتی محمد رضوی تھے۔ مفتی رضوی صاحب نے کانفرنس ہال میں داخل ہوتے ہی بلند آواز سے سلام کیا، جواب دیتے ہوئے تمام حضرات اُن کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ہر ایک کے ساتھ انتہائی محبت وگرم جوشی سے معانقہ کیا۔ مرکزی نشست پر اپنے ساتھ صاحبزادہ مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی کو بٹھایا اور فرمانے لگے کہ: میں آپ کے بعد پہنچا، معذرت چاہتا ہوں، رات گئے سفر سے واپس پہنچا تھا، ابھی پھر صبح سات بجے کی فلائٹ تھی، آپ حضرات کے ساتھ ملاقات اور کچھ وقت گزارنے کے لیے میں نے اپنی فلائٹ کینسل کروائی کہ نہ جانے پھر علماء پاکستان کا ایسازبردست وفد کب آئے، اب آج آپ حضرات کے ساتھ رہ کر رات کو یا کل صبح سفر کے لیے روانہ ہوں گا۔ ہم سب ساتھیوں کے لیے بلاشبہ یہ بہت اعزاز کی بات تھی اور مفتی رضوی صاحب کی مہمان نوازی اور اکرام کی انتہا تھی۔ اللہ تعالیٰ اِس کے بدلے اُن پر مزید اپنے فضل وکرم کی بارش فرمائے اور ہمیشہ برکتیں، خوشیاں اور کامیابیاں اُن کا مقدر ہوں۔

مفتی رضوی صاحب نے ہمیں متوجہ کرتے ہوئے کانفرنس ہال کی دیوار پر لگی ہوئی بڑی پروجیکٹر اسکرین کھلوائی اور فرمانے لگے کہ آپ حضرات کو جو بریفنگ دی جائے گی، اُس کا ڈیجیٹل ریکارڈ اور کچھ ڈاکومینٹری بھی سامنے دیوار پر آپ دیکھ سکیں گے۔ مفتی رضوی صاحب نے سب سے پہلے سری لنکا کے حالات سے متعلق کچھ باتیں ارشاد فرمائیں اور

جمعیت علماء سری لنکا کا تعارف پیش کیا۔سری لنکا کی کُل آبادی تقریباً دو کروڑ ہے، ستر فیصد بدھسٹ، ۲۰ فیصد مسلمان، پانچ فیصد ہندو اور بقیہ پانچ فیصد کرسچن وغیرہ مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔ طبعاً سری لنکن امن پسند ہیں، ۲۰۱۹ء میں ملک میں بم دھماکوں کی بنا پر وہاں کے مسلمانوں کو بہت زیادہ مشکلات پیش آئیں، لیکن وہاں کے علما کرام کی فراست، دور اندیشی اور حکمت عملی کی بنا پر اب حالات کافی نارمل ہوگئے ہیں۔ مولانا رضوی تقریباً ۲۰۰۲ء سے اب تک جمعیت علماء سری لنکا کے صدر چلے آرہے ہیں، تمام مسلمانوں کے متفقہ نمائندہ ہیں، تبلیغی جماعت کی شوریٰ کے بنیادی رکن اور فیصل ہیں۔ جمعیت کے تحت مکاتب، رؤیتِ ہلال، دارالافتاء، مسلمانوں کے تنازعات میں فیصلہ سازی، ڈرگ اور منشیات کے نقصانات کے بارہ میں وہاں کی یوتھ اور نوجوان نسل کو آگاہی، آفات و بلیات میں وہاں کے باشندوں کی بلاتفریق مذہب خدمت وغیرہ کے شعبے کام کررہے ہیں۔

مولانا رضوی نے فرمایا کہ: پاکستانی قوم اور امت مسلمہ سے ہماری گزارش یہ ہے:

۱: ۔۔۔ اپنے اپنے ممالک میں جو غیر مسلم اقلیت میں ہیں، ان کو اسلام کا صحیح تعارف کرایا جائے۔

۲: ۔۔۔ اور ان کو اسلام، قرآن اور غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے بارہ میں اسلامی تعلیمات اور سنت نبویہ کیا ہے؟ اسلامی اخلاق، آداب اور انسانیت کے بارہ میں اسلامی سوچ اور فکر کیا ہے؟ اس کے بارہ میں انہیں اپنے پاس بلاکر اور ان کے پاس جاکر انہیں اس سے روشناس کرایا جانا بہت ضروری ہے۔

۳: ۔۔۔ گاہے بگاہے ان اقلیتوں کے ساتھ عوامی سطح پر خصوصاً مذہبی طبقہ کی طرف سے ان کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

۴: ۔۔۔ خدمتِ خلق کے تحت تمام شعبوں میں ان اقلیتوں کو بھی شامل رکھا جائے، اس سے ہمارے جیسے غیر مسلم حکومتوں اور عوام کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اچھا پیغام ملتا ہے، اس سے سری لنکا جیسے غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے لیے بہت آسانیاں پیدا ہوجاتی ہیں اور تاکید سے کہا کہ میری طرف سے پوری پاکستانی قوم اور ان کے توسط سے تمام اسلامی ممالک کو یہ پیغام ہے۔

ساتھ ہی انہوں نے خوشخبری سنائی کہ ۲۰۰۷ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد سری لنکا میں جمعیت علمائے سری لنکا کی دعوت پر تشریف لایا تھا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ اور مفتی خالد محمود صاحب شریک تھے۔ ان کی وکلا اور ججز کے ساتھ قادیانیت کے بارہ میں مشاورت کے نتیجے میں ایک ڈرافٹ تیار کرا کر سری لنکا گورنمنٹ کو پیش کیا گیا تھا، الحمدللہ! اس پر قانون سازی ہوئی اور ان قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ غیر مسلموں کی فہرست میں سرکاری طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ! اس کے بعد یہاں کے قادیانیوں کی پوزیشن، مسلمانوں اور یہاں کی حکومت کی نظروں میں بالکل واضح ہے، اس لیے سری لنکا میں قادیانیوں کی مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں دم توڑ گئی ہیں۔

اگلے دن ناشتہ کے بعد جو سری لنکا کا الجامعۃ الدینیۃ قدیم مدرسہ ہے، وہاں جمعہ کی نماز ادا کی، دوپہر کا کھانا کھایا اور وہاں سے جامعہ دارالحدیث ابن عمر پہنچے، وہاں مولانا رفیق الاسلام کا عربی میں بیان ہوا، یہاں صرف دورۂ حدیث اور تخصص کی کلاسیں ہیں، لیکن مدرسہ کے ظاہری حسن کے ساتھ ساتھ وہاں باطنی انوارات بھی بالکل واضح تھے، طلبہ انتہائی نیک سیرت بااخلاق اور خدمت گزار تھے، مولانا محمد احسان اور دوسرے اساتذہ وہاں موجود تھے، وہاں سے کینڈی اور جبل آدمؑ کے لئے جانا تھا، لیکن وہاں سیلاب کی وجہ سے راستے بند تھے، اس لئے اگلے دن کولمبو شہر اور سمندر دیکھنے گئے۔ اس سے اگلے دن پیر صاحب تو مرکز ہی میں رہے، باقی حضرات شہر دیکھنے اور خریداری کے لیے گئے، رات کو مرکز میں قیام ہوا، وہاں مولانا عبدالرشید ہر جگہ ہمارے راہبر و راہنما تھے، مولانا عبیداللہ اور دوسرے طلبہ نے بہت زیادہ ہماری خدمت کی۔ رات کے دو بج کر پچاس منٹ پر ہماری فلائٹ تھی، تقریباً رات گیارہ بجے ایئرپورٹ پہنچے، امیگریشن کے بعد جہاز پر سوار ہوئے، ایک گھنٹا فلائٹ لیٹ ہوئی اور تقریباً صبح سات بجے کراچی پہنچے، جاتے اور آتے مولانا محمد خذیمہ نے ہر ایک ساتھی سے بیلٹ سے اپنا اپنا سامان لیا، موصوف نے ہمارا استقبال کیا، خصوصی کاؤنٹر پر امیگریشن کرائی اور ہر ایک ساتھی اپنے اپنے میزبانوں کے ساتھ گھر کو روانہ ہوا۔ ❀❀

بیماری اور عیادت.....آداب واحکام

تیسری اور آخری قسط

مولانا عبداللطیف قاسمی

عیادت کا طریقہ اور آداب:

(۱) جب عیادت کے لیے جائے، تو باوضو جائے۔

(۲) اللہ کی رضا اور ثواب کی نیت سے عیادت کی جائے، جاہ ومنصب، مال ومنال کی رعایت، یا ترکِ عیادت پر ملامت سے بچنے کی غرض سے عیادت نہ کی جائے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کرے، اچھا وضو کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے (کسی دنیوی غرض سے نہ جائے؛ بلکہ محض رضائے الٰہی اور)، ثواب کی نیت سے جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے ساٹھ سال کی مسافت کے بقدر دور کر دیتے ہیں۔ (ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی فضل العیادۃ علی الوضوء: ۳۰۹۷)

(۳) مریض کے سامنے اس کو خوش کرنے والی باتیں کی جائیں، ایسی باتیں نہ کی جائیں جو اس کے دل کو تکلیف پہنچانے والی ہوں، یا اس کے فکر واندیشے میں اضافہ کرنے والی ہوں، مریض کو تسلی دے اور کہے ان شاء اللہ! ٹھیک ہو جاؤ گے، کوئی بڑی بات نہیں ہے، رسول اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کے لیے جاتے، تو مندرجہ ذیل کلمات سے تسلی دیتے تھے۔

"لَا بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔"

(رواہ البخاری عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، کتاب المرضیٰ، باب عیادۃ الاعراب: ۵۶۵۶)

"کوئی تکلیف یا گھبراہٹ کی بات نہیں ہے؛ اس لیے کہ بیماری گناہوں کی صفائی وستھرائی کا ذریعہ ہے، انشاء اللہ! (بہتر ہی ہوگا)۔"

(۴) مریض کو صحت وتن درستی اور زندگی کی امید دلائے، مریض کو ناامید بنانے والی گفتگو سے احتراز کرے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم بیمار کے پاس جاؤ، تو اس سے عمر کی درازی اور لمبی زندگی کی بات کرو، عمر درازی کی بات سے اس کی عمر لمبی اور بیماری دور نہیں ہو جائے گی؛ لیکن بیمار خوش اور مطمئن ہو جائے گا۔

(رواہ الترمذی، ابواب الطب: ۲۰۸۳)

(۵) مریض کے سر یا بدن کے جس حصے پر تکلیف ہو، اس جگہ داہنا ہاتھ پھیرے، احایث میں بے شمار دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، انہیں پڑھ کر دم کرے، ذیل میں چند دعائیں ذکر کی جاتی ہیں، موقع ومحل کی رعایت سے ان کو پڑھ کر مریض پر دم کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کسی ایسے مریض (کسی بھی قسم کا مرض ہو) کی عیادت کرے جس کی موت کا وقت قریب نہ آیا ہو، تین مرتبہ بسم اللہ پڑھے، پھر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو ضرور شفا عطا فرماتے ہیں:

"أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ۔"

(رواہ الترمذی، ابواب الطب: ۲۰۸۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار ہوتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ (بدن کے اس حصے پر (جس جگہ تکلیف اور مرض ہے) پھیرتے، پھر مندرجہ ذیل دعا پڑھتے (جو کسی بھی قسم کے مریض کے لیے پڑھی جا سکتی ہے)

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ، اشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔"

(رواہ البخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ۵۷۴۳)

اے اللہ! اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف اور مرض کو دور فرما، اس مریض کو شفا

نصیب فرما، آپ ہی شفا عطا فرمانے والے ہیں، ایسی شفا نصیب فرما جو کسی بیماری کو باقی نہ چھوڑے، سب کو دور کرے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں: جبریل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد! تم بیمار ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میری طبیعت خراب ہے، پھر جبرئیل امین علیہ السلام نے مندرجہ ذیل دعا (جو نظر بد اور بُرے اثرات کے لیے نہایت مفید و مجرب ہے) پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دم کیا۔ (رواہ مسلم، کتاب الآداب، باب الطب والمرض:۲۱۸۶)

"بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ۔"

"اللہ کے نام سے تم پر دم کرتا ہوں، ہر چیز کے شر سے جو تمہیں تکلیف پہنچائے، ہر نفس کے شر اور حاسد کی نظر بد سے، اللہ تمہیں شفا عطا فرمائے، اللہ کے نام سے تم پر دم کرتا ہوں۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنینؓ کو (نظر بد اور انسانی و غیر انسانی اذیتوں سے حفاظت کے لیے) مندرجہ ذیل کلمات سے دم کیا کرتے تھے اور فرماتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے بچے حضرت اسحاق اور اسماعیل علیہما السلام کو ان کلمات سے دم کیا کرتے تھے۔

"أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ. وَيَقُولُ: هٰكَذَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ إِسْحَاقَ وَإِسْمَاعِيلَ۔"

(رواہ الترمذی، ابواب الطب، باب مَا جَاءَ فی الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ:۲۰۶۰)

"میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ (اس کے اسمائے حسنی اور اس کی نازل کردہ کتب) کے توسط سے شیطان مردود، ہر قسم کے زہریلے جانور اور ہر ملامت کرنے والی آنکھ (جو نظر بد کا سبب ہوتی ہے) سے تمہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔"

(۶) مریض کے پاس زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا چاہیے۔

بعض مرتبہ مریض کو آرام یا بعض خاص ضروریات کی تکمیل کا تقاضا ہوتا ہے، بیمار اور تیماردار مہمان کے واپس ہونے کے انتظار میں رہتے ہیں، زبان سے کہہ نہیں سکتے، جس کی وجہ سے ان لوگوں کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، اس لیے مریض اور تیمارداروں سے چند تسلی کے کلمات کہہ کر چلے آنا چاہیے؛ البتہ اگر مریض خود خواہش مند ہو اور اہل خانہ کو بھی کوئی زحمت نہ ہو تو دیر تک بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷) مریض کے پاس شور و شغب نہیں کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ شور و شغب سے مریض کو بھی اذیت ہوتی ہے اور تیمارداروں کو بھی بُرا لگتا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: العیادۃُ فواقَ ناقۃٍ۔

(مشکوٰۃ، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض:۱۵۹۰)

"عیادت دودھ دوہنے کے وقت کے بقدر ہونی چاہیے۔" حضرت سعید المسیبؒ سے مرسلاً مروی ہے: سب سے جلد واپسی والی عیادت سب سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: عیادت میں سنت یہ ہے کہ مریض کے پاس کم وقت ٹھہرا جائے اور شور شرابہ نہ کیا جائے۔

مریض کو سکون اور خاموشی کا ماحول اچھا لگتا ہے، شور و غل سے تکلیف اور الجھن محسوس ہوتی ہے؛ اس لیے عیادت کرنے والوں اور تیمارداروں کو غیر ضروری بات چیت سے احتراز کرنا چاہیے۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيفُ الْجُلُوسِ، وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيضِ رَوَاهُ رَزِينٌ۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز:۱۵۸۹)

اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ مریض کو اس کے قریب رہنے سے خوشی حاصل ہوتی ہو، راحت ملتی ہو، یا کوئی ایسی شخصیت ہو جس سے حصول برکت کی امید ہو، تو ان لوگوں کا مریض کے پاس دیر تک رہنا جائز ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض:۱۵۹۰)

(۸) مریض کسی کھانے پینے کی چیز کی خواہش کرے اور وہ چیز اس کی صحت کے لیے نقصان دہ نہ ہو، تو وہ چیز مریض کے لیے فراہم کرنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس بیمار سے فرمایا: کیا کھانا چاہتے ہو؟ بیمار شخص نے

کہا: گیہوں کی روٹی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس گیہوں کی روٹی ہو، وہ اس مریض کے پاس بھیج دے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مریض کسی چیز کے کھانے کی خواہش کرے، تو اس کو وہ چیز کھلا دے۔ (ابن ماجہ، کتاب الطب، باب المریض یشتھی الشی ء:۳۴۴۰)

(۹) جب عیادت کے لیے جائے، تو مریض سے دعا کی درخواست کرنی چاہیے؛ اس لیے کہ مریض کی دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں: جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ، تو اس سے دعا کی درخواست کرو؛ اس لیے کہ مریض کی دعا (قبولیت میں) ملائکہ کے دعا کی طرح ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الطب، باب المریض یشتھی الشیء:۳۴۴۱)

(۱۰) عیادت کے لیے مناسب وقت میں جائے؛ کیوں کہ بعض اوقات مریض اور تیماردار کے آرام اور ضروریات کا وقت ہوتا ہے؛ اس لیے ان چیزوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ (فتح الباری، کتاب المرضی، باب وجوب عیادۃ المریض:۵۶۴۹)

غیر مسلم کی عیادت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں اور عورتوں یہاں تک کہ غیر مسلموں کی عیادت کے لیے بھی تشریف لے جاتے تھے؛ اس لیے کہ انسانیت کی بنیاد پر وہ بھی ہمدردی کے مستحق ہیں، ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی عیادت کرنا تو اسلامی حق ہے؛ مگر اس سے آگے بڑھ کر انسانیت کی بنیاد پر بلا تفریقِ مذہب وملت غیر مسلم برادرانِ وطن کی مزاج پرسی بھی اجر وثواب سے خالی نہیں، اگر اس میں تبلیغِ اسلام کی نیت کرلی جائے، تو پھر نور علی نور۔ اس کے بہتر اور مفید نتائج سامنے آتے ہیں۔

ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی لڑکے کی خبر گیری اور عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا: اسلام قبول کرلو، (اس کا باپ بھی وہیں بیٹھا ہوا تھا) وہ یہودی لڑکا اپنے باپ کو دیکھنے لگا، باپ نے کہا: بیٹا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لے، بیٹے نے فوراً کلمہ پڑھا، اور انتقال کرگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الحمد للہ الذی انقذہ من النار۔'' تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے اس بچے کو جہنم سے بچالیا۔ (رواہ البخاری عن انس، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی، فمات:۱۳۵۶) ❁❁

حکیم محمد عاشق گلارچی سندھ

حکیم محمد عاشق گلارچی سندھ کے بہادر جماعتی ساتھی تھے۔ ان کے والد محترم مولانا علی محمدؒ جالندھر میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے شاگردوں میں سے تھے۔ جو جالندھر سے ہجرت کرکے بہاولنگر کے علاقہ چک نمبر 33 ڈاہرانوالہ میں رہائش پذیر ہوئے۔ بعدازاں ڈاہرانوالہ سے گلارچی سندھ رخت سفر باندھ کر رہائش پذیر ہوئے۔ مولانا علی محمدؒ کے گھر ۱۹۵۶ء، ۱۹۵۷ء میں ایک بچے نے آنکھ کھولی، جس کا نام محمد عاشق رکھا گیا۔ محمد عاشق نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ ڈگری سندھ کے مرد مجاہد مولانا حافظ محمد شفیعؒ نے مدرسہ اشاعت القرآن کے نام سے ڈگری میں مدرسہ قائم کیا۔ یہ مدرسہ صرف درسگاہ نہ تھی۔ بلکہ ختم نبوت کا مرکز تھا۔ محمد عاشق نے تقریباً رابعہ تک تعلیم اشاعت القرآن ڈگری میں حاصل کی۔ بعدازاں رُخ طب کی تعلیم کی طرف ہوگیا۔ نیشنل کونسل فار طب اسلام آباد اور سندھ طبیہ کالج حیدرآباد سے ''فاضل الطب والجراحت'' کی ڈگری حاصل کی اور گلارچی میں مطب قائم کرکے دکھی انسانیت کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔

طبی خدمات کے علاوہ اپنے گھر کی دوسری منزل میں بنات کا مدرسہ شروع کیا۔ بنین کے لئے علیحدہ مدرسہ قائم کیا۔ مدرسہ ومسجد کا نظم آپ کے فرزند ارجمند طارق محمود نے سنبھالا ہوا ہے۔ جب کہ مطب پر حافظ طیب محمود ہوتے ہیں۔ ہمارے ساتھی مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقیؒ جب گلارچی تشریف لے جاتے تو قیام وطعام حکیم محمد عاشق کے ہاں ہوتا یا چاچا محمد رفیق کے ہاں۔ راقم الحروف جب پہلی مرتبہ گیا تو رہائش حکیم محمد عاشق کے ہاں تھی اور صبح کی چائے چاچا محمد رفیقؒ کے ہاں۔ موخرالذکر گلارچی کے قریب کسی چک میں رہائش پذیر تھے، جہاں مچھروں کی بہتات تھی۔ موخرالذکر نے اپنے جانوروں کو مچھروں سے بچانے کے لئے جانوروں کے باڑہ کے اردگرد ایک بڑی مچھردانی لگائی ہوئی تھی۔ چاچا محمد رفیق بھی چک سے شہر میں رہائش پذیر ہوگئے۔ چاچا اور حکیم صاحب کا بڑا یارانہ تھا۔ وفات بھی چند دنوں کے وقفہ سے ہوئی اور قبر بھی ساتھ ساتھ بنی۔ حکیم محمد عاشق کا مطب صرف مطب ہی نہیں تھا بلکہ ختم نبوت کا مرکز بھی تھا۔ مبلغین ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرماتے۔ ۲۰ردسمبر ۲۰۲۵ء کو ہم سے روٹھ کر اپنے اللہ کے پاس چلے گئے۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب اور ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں، آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

علماء کرام کی ذمہ داریاں!

حضرت علامہ سیّد سلیمان ندویؒ

حقیقت میں فراغت کے بعد طالب علمی کا زمانہ شروع ہوتا ہے:

عزیزو! بظاہر آپ کی طالب علمی کا زمانہ ختم ہوگیا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کی طالب علمی کا زمانہ اب شروع ہوا ہے۔ اس سے پہلے جو سال بھی آپ نے علم کی تحصیل میں صرف کیے اس کا منشا اپنے اندر علم کی استعداد پیدا کرنا اور تحقیق کا سامان فراہم کرنا تھا۔ آج آپ کو جو سنددی جارہی ہے وہ اس بات کی نہیں کہ آپ کا علم درجہ کمال کو پہنچ گیا، جس میں اضافہ کی گنجائش نہیں، بلکہ اس بات کی ہے کہ آئندہ حصول کمال اور تحقیق کے موارث آپ میں جمع ہوگئے ہیں، جس سے اگر آپ کام لیں تو منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم میں اتنی پستی آگئی کہ طالب علمی میں جو کچھ پڑھ لیتے ہیں اس کو منتہیٰ جانتے ہیں، ایک سچے عالم کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ عمر بھر طالب علم ہی رہتا ہے، اس کی زندگی کا ہر لمحہ کسی نئی چیز کی واقفیت اور کسی نیکی کی خدمت میں بسر ہونا چاہیے، مگر کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم میں سے اکثر طالب علم طالب علمی کا زمانہ ختم ہونے کے بعد علم کی ہر کتاب لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ علم کی طلب کی ہر کوشش ختم ہوگئی ہے۔ آج یہ حال ہے کہ آمدورفت کی سہولت اور چھاپنے کی آسانی نے ہمارے اسلاف کے دفینوں کو کھود کھود کر برسر بازار لگا دیا ہے، ہر روز ہمارے بزرگوں کی کوئی نہ کوئی کتاب سامنے آتی ہے اور مشرق ومغرب کے مشتاق اس کے ہاتھوں ہاتھ خریدار بنتے ہیں، لیکن جو گروہ اس تحفہ کا سب سے زیادہ مستحق ہوسکتا ہے وہی اپنے تغافل اور سست کاری سے اعراض برت رہا ہے۔

ہمارے درس کا حال:

ہمارے درس کا یہ حال ہے کہ متون کی شروح اور حاشیے اور پھر ان کے متعلق شروح اور تعلیمات میں وقت کا بڑا حصہ برباد ہورہا ہے، علوم دین جو مقصود بالذات تھے پیچھے ہو رہے ہیں، فلسفہ زبانی جو ہمارے بزرگوں نے دین کی خدمت کے لیے بضرورت زمانہ سیکھا تھا وہ ہم میں سے کتنوں کا مقصود بن گیا ہے اور اصل کتاب وسنت کی تعلیم کا ذوق کم ہوگیا ہے۔ علوم عقلیہ کی تعلیم کا مقصد تو یہ تھا کہ وہ علوم دین کی خدمت میں کام آئیں، نہ یہ کہ وہ اصل مقصد قرار پائیں۔ زمانہ سابق میں ان علوم عقلیہ کو ہم نے اس لیے اختیار کیا تھا کہ وہ اس زمانہ کے لوگوں کے ذہنوں پر اس طرح چھاگئے تھے کہ وہ ان کے واسطے کے بغیر علوم دین کی خدمت نہیں کرسکتے تھے۔

اب جب کہ زمانہ کا ماحول بدل گیا، یونانی علوم کی تحقیقات تقویم پارینہ بن گئی اور لوگوں کے ذہنوں سے اس کا تسلط جاتا رہا تو ان علوم کے ذریعہ سے اس زمانہ میں علوم دین کی خدمت کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے، ہم کو خوشی ہے کہ آپ نے ایسی درسگاہ میں تعلیم پائی جس کی نظر سے یہ نکتہ چھپا نہیں اور کچھ آپ نے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے، امید ہے کہ آئندہ اور بھی ضروری علوم اس میں داخل ہوں گے اور آپ خود بھی کوشش کریں کہ نئے علوم کی کتابوں کو جو آپ کی زبان میں بہت حد تک چھپ چکی ہیں مطالعہ کریں، تاکہ نئے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے حالات کو آپ سدھار سکیں اور دین کی سچائیوں کو ان کی عقل کے مطابق سمجھا سکیں اور ان کی تسلی کرسکیں۔

ملک وقوم کی زندگی میں مسلمانوں کے مناسب مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی ایک عالم کا فرض ہے:

عزیزو! آج زمانہ کے حالات اور دنیا کے واقعات میں اس تیزی سے تبدیلی ہورہی ہے کہ ان کے جانے اور سمجھے بغیر آپ مسلمانوں کی کوئی خدمت نہیں کرسکتے۔ دنیا میں سیاسی اور اقتصادی خیالات ایسے چھائے

ہوئے ہیں اور انقلاب کی گھڑیاں اس طرح پے در پے آ رہی ہیں اور گزر رہی ہیں کہ ایک عالم دین کے لیے جس کو مسلمانوں کا خدمت گزار ہونا ہے اس کو سمجھنا اور حل کی تدبیر سوچنا ضروری ہے، صرف اعراض وتغافل سے ان دقتوں کو آپ حل نہیں کر سکیں گے، صرف آپ کے توجہ نہ کرنے سے نہ دنیا اپنے قاعدے بدل سکتی ہے اور نہ زمانہ اپنے رخ کو پلٹ سکتا ہے۔ مشکلات کا مقابلہ کرنا اور موجودہ جدوجہد میں مناسب حصہ لینا اور ملک وقوم کی زندگی میں مسلمانوں کے مناسب مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی ایک عالم دین کا فرض ہے۔

اسلام وہ مذہب ہے کہ جس دن وہ دین بنا اسی دن سیاست بھی تھا، اس کا منبر، اس کا تخت، اس کی مسجد، اس کی عدالت، اس کی توحید نمرودوں فرعونوں اور کسراؤں کی شہنشاہی کے مٹانے کا پیغام تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین کی پوری زندگیاں ان مرقعوں سے بھری ہوئی ہیں اور وہی اسلام کی سچی تصویریں ہیں۔ جب تک علماء علماء رہے وہی ان کا اسوہ تھا۔ آج جب ہم نئے سرے سے اپنا گھر بنانا چاہتے ہیں اور پچھلی غلطیوں کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو ضرورت ہے کہ ہم اسی نقش قدم پر چلیں جو ہمارے بزرگوں نے ہمارے لیے چھوڑا ہے۔ آج کل ہمارے علماء کا کام صرف پڑھنا پڑھانا، مسئلے بتانا اور فتوے لکھنا سمجھا جاتا ہے، لیکن اب وقت ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے پچھلے سبق کو پھر دہرائیں اور دیکھیں کہ ان کا کام صرف علم ونظر تک محدود نہیں، بلکہ سعی وعمل، جدوجہد اور عملی خدمت بھی ان کے منصب کا ایک بہت بڑا فرض ہے، ہر آبادی میں جہاں وہ رہیں وہ ان کی سعی وخدمت سے آباد رہے۔ وہاں کے جاہلوں کو پڑھانا اور وہاں کے نادانوں کو سمجھانا، وہاں کے غریبوں کی مدد کرنا، وہاں کی ضروریات کو پورا کرنا، وہاں کے امیروں کو حق کا پیغام سنانا، وہاں کے معذوروں کی خدمت کرنا، وہاں کے بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا، مسلمانوں کو ان کی کم زوریوں سے آگاہ کرنا، ان کو دنیا کی ضرورتوں سے باخبر کرانا، ضرورت کے ہر موقع پر آگے بڑھنا اور اپنے علم وعمل کی ہر کوشش سے ان کو فائدہ پہنچانا ایک عالم دین کا فرض ہے۔

علمی قوت سے زیادہ آج عملی قوت کی سرگرمی کی ضرورت ہے:

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ مسلمانوں کو اپنے دین کی باتوں سے واقفیت کے لیے بڑے علم وفضل کی ضرورت نہیں۔ عقیدہ اور عبادات اور دوسری مذہبی نیکیوں کے لیے دین کا معمولی علم کافی ہے، یعنی ہر مسلمان کو بجائے خود بڑا عالم ہونا ضروری نہیں، لیکن اس سے ایک منٹ کے لیے بھی پہلوتہی نہیں کی جا سکتی کہ ان کو اپنی دینی ودنیاوی بھلائی کے لیے ہر وقت عمل کے واسطے کمربستہ ہونا ضروری ہے، آج دنیا لڑائی کا میدان ہے، جو بھی سستی سے اپنی جگہ کھڑا رہے گا گر جائے گا، اس لیے علمی قوت سے زیادہ آج عملی قوت کی سرگرمی کی ضرورت ہے۔ علم خیر وشر کی تمیز بتانے کے لیے ضروری ہے، لیکن محض خیر وشر کی تمیز سے آپ کام یاب نہیں ہو سکتے جب تک خیر کی طلب اور شر سے پرہیز آپ کا شیوہ نہ ہو۔ ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں میں بہتات تھی، اس وقت کے علماء نے اپنی حکمت ربانی سے یہ صحیح سمجھا کہ مسلمانوں کا دولت میں انہماک، کسب زر میں زیادہ مشغولیت اور حکومت وسلطنت میں استغراق ان کے دین کے لیے مضر ہے، اس لیے اس وقت انہوں نے ترک دنیا وزہد وقناعت کا برمحل وعظ فرمایا، لیکن اب جب کہ حالات پلٹ گئے ہیں، فقر وفاقہ چھایا ہے، مفلسی ان کے لیے فتنہ کا سامان ہے، دولت ان سے جا چکی ہے، تجارت ان سے رخصت ہو چکی ہے اور سلطنت وحکومت ان سے چھن چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے واعظ اور ہمارے علماء اپنی تقریروں کا رخ پھیریں اور اپنے مواعظ کا روئے سخن بدلیں، تاکہ مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا ہو اور ان میں زمانہ کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہو اور اپنی محنت وسعی اور جانفشانی سے اپنے لیے دنیا میں وہ پوزیشن حاصل کریں جو دنیا کے آخری مذہب کے پیروؤں کا حق ہے۔

علمائے کرام میدان میں نکلیں اور مسلمانوں کی سپہ سالاری کا فرض انجام دیں:

علمائے عزیز! اب وقت نہیں رہا کہ آپ حجروں میں آرام کریں، خلوتوں میں وقت گزاریں اور اپنی کوشش کو صرف اپنی ہی نجات تک محدود رکھیں، ضرورت ہے کہ میدان میں نکلیں اور مسلمانوں کی سپہ سالاری کا فرض انجام دیں اور اپنے صحیح علم اور عمل سے ان کی راہبری کریں۔ یہ راہبری صرف فقہی

مسائل تک محدود نہ رہے، بلکہ علم وعمل کی راہ میں آپ ان کے لیے چراغ ثابت ہوں، اس کا منشا یہ نہیں ہے کہ آپ اپنے ذاتی تزکیہ اور روحانی صفائی کو غیر ضروری سمجھیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اپنے کو بھی بنائیے اور دوسروں کو بھی بنانے کی کوشش کیجیے، ورنہ ظاہر ہے کہ جو خود نہیں بنا وہ اوروں کو کیا بنائے گا اور جو خود اپنے آپ کو نہیں دیکھ رہا ہے وہ دوسروں کو کیا راہ دکھائے گا؟

اس سلسلے میں یہ کہنا ہے کہ ہمارے علماء کو اخلاق میں مقدور بھر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور سلف صالحین کا نمونہ بننا چاہیے، ان میں ایثار ہو، مالی قناعت ہو، ان میں امیروں اور دولت مندوں کی خوشامد اور چاپلوسی سے احتراز ہو، ان کو بلند ہمت، حق گو اور حق کے اظہار میں بے باک ہونا چاہیے۔

ایسے علماء کی ضرورت ہے جو دوسری قوموں کی زبانوں کو پڑھیں اور ان تک حق کا پیغام پہنچائیں:

آج ہمیں ایسے علماء کی بھی ضرورت ہے جو دوسری قوموں کی زبانوں کو پڑھیں اور ان تک حق کا پیغام پہنچائیں، ہمارے علماء اگر یورپ کی زبانیں جانتے تو آج یورپ میں اور دوسرے مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کا کتنا فرض انجام دیتے۔ اسی ہفتہ ہمارے پاس جاپان سے ایک ہم درد مسلمان کا خط آیا ہے، جس میں اس نے جاپان بلوانے کے لیے چند ایسے مسلمان علماء کے نام دریافت کیے ہیں جو وہاں جا کر اسلام کا وعظ کریں اور اسلام پر کتابیں لکھ کر جاپانیوں کے سامنے پیش کریں، لیکن افسوس آتا ہے جب اپنی جماعت کی اس بے بسی اور بے کسی پر نظر پڑتی ہے، ہم اپنے اہل مذہب کے لیے کچھ جاننے کے باوجود دوسرے اہل مذاہب کے لیے کچھ نہیں جانتے، بلکہ جزیروں اور دور افتاد اسلامی آبادیوں کے لیے جو اسلامی مراکز سے دور ہیں ہمارے علماء نے نہ اب تک کچھ کیا ہے اور نہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں...... جاوا، ساٹرا، بورنیو اور مڈغاسکر سے فلپائن تک اور جنوب مشرق اور مغربی افریقہ کے مختلف ٹکڑوں میں، نائجیریا کے صحراؤں میں عیسائی مشنری اور دوسرے باطل فرقوں کے مبلغ منڈلا رہے ہیں، لیکن افسوس کہ دین حق کا کوئی منادی اس دنیا تک پہنچنے کے لیے بے تاب اور سرگرم عمل نہیں۔

❁❁.........❁❁

ختم نبوت چوک ناظم آباد نمبر 1 کا افتتاح

29دسمبر 2025 بعد نماز عشا ناظم آباد نمبر 1 (نزد آغا جوس، یوسی 4- آفس) میں ٹی ایم سی ناظم آباد، اہلیان ناظم آباد نمبر 1 اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ناظم آباد ٹاؤن کے زیر اہتمام ختم نبوت چوک کا افتتاح ہوا۔ جس میں علماء کرام، ائمہ مساجد، خدام ختم نبوت اور دینی سیاسی ومذہبی جماعتوں کے ذمہ داران اور علاقہ مکینوں نے بھرپور شرکت کی۔ امام وخطیب جامع مسجد ناظم آباد نمبر 1 حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر قاری بدر الدین صاحب نے ختم نبوت چوک کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر مقررین نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر روشنی ڈالی، مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا، عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جان بھی دینی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ختم نبوت چوک کی افتتاحی تقریب میں امام وخطیب جامع مسجد ناظم آباد نمبر 1 حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر قاری بدر الدین صاحب، مولانا کلیم اللہ نعمان (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ضلع جنوبی)، جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان کے مولانا اسامہ مسکین (ناظم عمومی ناظم آباد ٹاؤن)، مولانا طالوت صدیقی (امیر جے یو آئی پاک ناظم آباد ٹاؤن)، حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی لئیق احمد اسعدی (امیر جے یو آئی پاک لیاقت آباد ٹاؤن وسرپرست ضلع وسطی کراچی) مولانا لطف اللہ، مولانا طاہر اللہ خانخیل، حافظ ظہیر اللہ (اہلسنت والجماعت ناظم آباد ٹاؤن)، بھائی انور علی ناظم آباد، حافظ مطیع الرحمٰن، حافظ عفان عبدالوحید سمیت کارکنان نے بھرپور انداز میں شرکت کی، اس کے علاوہ جماعت اسلامی سے وسیم بھائی اور لطیف بھائی، امام وخطیب جامع مسجد عزیزیہ حضرت مولانا ظفر صاحب، امام وخطیب جامع مسجد نظامیہ حضرت مولانا صدیق جان صاحب، امام وخطیب جامع مسجد بلال، حضرت مولانا ایوب قادری صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ ختم نبوت چوک کی سرکاری طور پر منظوری کے لیے خدام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محمد سعد زکی، محمد کامران رئیس الدین، بھائی اشہر، بھائی شوکت ملک، ایم کیو ایم پاکستان کے اسد سونی اور خرم شاہ بھائی، پیپلز پارٹی کے عدیل حسنی، ٹی ایل پی کے علیم بھائی، اہلسنت والجماعت کے تحسین بھائی اور فیضان رفیق، جماعت اسلامی کے وائس ٹاؤن چیئرمین نعمان صدیقی، یوسی 4 کے کونسلر حافظ بلال، یوسی 5 کے کونسلر معین قریشی صاحب نے اہم کردار ادا کیا۔

معراج جسمانی پر دلائل

دوسری قسط

مولانا عبدالحکیم نعمانی

جواب نمبر 3:۔ تیسری بات ، خاص اس آیت کی تشریح میں مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جو صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ: اس میں رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سلم کو معراج کی رات میں دکھایا گیا تھا۔

’’حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِلنَّاسِ} قَالَ: شيء أُرِيَهُ النَّبِي صلى الله عليه وسلم في الْيَقَظَةِ رَآهُ بِعَيْنِهِ حِينَ ذهب بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔‘‘ (مسند احمد بن حنبل جلد5 صفحہ 450 روایت نمبر 3500، مسند احمد جلد5 صفحہ 464 مکتبہ الشاملہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے: ’’وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِلنَّاسِ۔‘‘ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی رات بیداری کے عالم میں چشم سر سے دکھائی گئیں۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

بعض حضرات کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کہیں بھی الرؤیا بمعنی جاگتی آنکھوں کے دیکھنے کے لئے مستعمل نہیں ملتا اس لئے اس آیت میں الرؤیا کا معنی یہ نہیں کیا جاسکتا۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اصول من گھڑت اور باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ کیونکہ قرآن ہی سے ایسی کئی دوسری مثالیں بھی ملتی ہیں، مثلاً، قرآن مجید میں سورۃ البقرہ2:228 وسورۃ النساء 4:128 وغیرہ میں لفظ ’’بعل‘‘ بمعنی شوہر کے آیا ہے اور سورۃ

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر سچے خوابوں کی طرح اگر واقعہ معراج بھی ایک خواب ہوتا تو بطور معجزہ اتنی وضاحت سے قرآن وحدیث میں بیان نہ ہوتا

الصٰفٰت 37:125 کے علاوہ کہیں بھی بمعنی اس بت کے جس کو حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی مستعمل نہیں اور اسی طرح لفظ ’’بروج‘‘ قرآن مجید میں جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس کے معانی کواکب کے ہیں، سوائے سورۃ النساء 4:78 میں اس کے معانی اونچے اور مضبوط محل ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ من گھڑت اصول خلاف بلاغت قرآن ہے۔

الزامی جواب:

اور یہ بھی عجیب لطیفہ ہے کہ جو لوگ معراج روحانی کے قائل ہیں اور یہ اعتراض پیش کرتے ہیں، وہ خود سورۃ اسراء آیت 1 میں عبد سے مراد فقط روح لیتے ہیں، جبکہ قرآن میں جہاں کہیں لفظ عبد آیا ہے وہ جسم و روح کے مجموعہ پر بولا گیا ہے۔لہٰذا اول تو یہ اصول ہی باطل ہے کہ قرآن میں چونکہ ہر جگہ لفظ الرؤیا سے خواب مراد ہے لہٰذا یہاں بھی خواب مراد لیا جائے۔ اور اگر اس اصول کو درست تسلیم کرلیا جائے تب ’’عبد‘‘ سے بھی جسم و روح کا مجموعہ مراد لینا چاہئے نا کہ فقط روح۔

قرآن و صحیح احادیث سے یہی ثابت ہے کہ معراج جسمانی حالت میں ہوا تھا اور یہی بات اسے بہت بڑا معجزہ بناتی ہے۔ ورنہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر سچے خوابوں کی طرح ایک خواب ہوتا اور بطور معجزہ اتنی وضاحت سے قرآن و حدیث میں بیان نہ ہوتا۔ جن احباب کو معراج کے روحانی ہونے کا شبہ ہوا ہے ان کے دلائل یا تو دو ضعیف احادیث ہیں اور یا لفظ ’’رویا‘‘ ہے کہ جس سے وہ فقط خواب مراد لیتے ہیں، ان دلائل کی کمزوری گزشتہ سطور میں واضح کردی گئی ہے۔

معراج کا جسمانی و روحانی ہونا اگرچہ بذات خود کوئی ایمان و کفر کا معاملہ نہیں۔لیکن اس واقعہ کی تصدیق کی بناپر ابوبکر رضی اللہ عنہ، صدیق کہلائے اور اس کی تکذیب کر کے کئی مسلمان ہو جانے والے کافر ہو گئے جیسا کہ مسند احمد کی حدیث ہے کہ:’’عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ جَاءَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَحَدَّثَهُمْ بِمَسِيرِهِ وَبِعَلَامَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَبِعِيرِهِمْ فَقَالَ نَاسٌ قَالَ حَسَنٌ نَحْنُ نُصَدِّقُ مُحَمَّدًا بِمَا يَقُولُ فَارْتَدُّوا كُفَّارًا ... وَرَأَى الدَّجَّالَ فِي صُورَتِهِ رُؤْيَا عَيْنٍ لَيْسَ رُؤْيَا مَنَامٍ...الی آخر الحدیث۔‘‘(مسند احمد جلد 3 صفحہ 477-478 روایت نمبر 3546 مکتبہ دار الحدیث قاہرہ، مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 476-477 روایت نمبر 3546،مکتبۃ الشاملہ)

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج بیت المقدس کی سیر کرائی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی رات واپس بھی آ گئے اور قریش کو اپنے جانے کے متعلق اور بیت المقدس کی علامات اور ان کے ایک قافلے کے متعلق بتایا، کچھ لوگ یہ کہنے لگے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس بات کی کیسے تصدیق کر سکتے ہیں، یہ کہہ کر وہ دوبارہ کفر کی طرف لوٹ گئے...اسی شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا نہ کہ خواب میں۔‘‘

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

’’کشف کیا ہے اسی بیداری کے ساتھ کسی عالم اور عالم کا تداخل ہو جاتا ہے اس میں حواس کے معطل ہونے کی ضرورت نہیں، دنیا کی بیداری بھی ہوتی ہے اور ایک عالم غیوبت بھی ہوتا ہے یعنی حالت بیداری ہوتی ہے اور اسرارِ غیبی بھی نظر آتے ہیں۔‘‘(ملفوظات جلد 3 صفحہ 261 پانچ جلدوں والا ایڈیشن)

’’سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسبِ استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفٰی اور اجلٰی ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔‘‘(روحانی خزائن جلد ۳-ازالہ اوہام:صفحہ 126)

اس معانی کے ساتھ مذکورہ آیت کا ترجمہ یہ ہوگا:’’اور ہم نے اس نظارہ کو جو تمہیں دکھایا گیا لوگوں کے لئے آزمائش بنایا۔‘‘ اور یہی صحیح ہے، روایات صحیحہ اسی پر دلالت کرتی ہیں۔امام زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول نقل کرنا بہتر ہوگا کیوں کہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

’’علامہ امام زمخشری لسان العرب کا مسلّم عالم ہے اور اس فن میں اس کے آگے تمام ما بعد آنے والوں کا سرِ تسلیم خم ہے اور کتبِ لغت کے لکھنے والے اس کے قول کو سند میں لاتے ہیں۔ جیسا کہ صاحب تاج العروس بھی جابجا اس کے قول کی سند پیش کرتا ہے۔‘‘(روحانی خزائن جلد ۲۱-براہین احمدیہ حصہ پنجم:صفحہ 382)

امام زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

’’تعلق بِهَذِهِ الْآيَة من قَالَ: كَانَ الْإِسْرَاء فِي الْمَنَام، وَمن قَالَ كَانَ الْإِسْرَاء فِي الْيَقَظَة فسر الرُّؤْيَا بِالرُّؤْيَةِ۔‘‘(عمدۃ القاری جلد 17 صفحہ 30 الرقم: 3888 مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت،تفسیر کشاف جلد2 صفحہ 674 تا 675 مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

امام زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (بنی اسرائیل 60) اس آیت کا تعلق اُس معراج سے ہے جو نیند میں ہوئی اور جنہوں نے معراجِ بیداری (جو کہ ہمارا موضوع ہے) پر استدلال کیا ہے انہوں نے الرؤیا کو بمعنی الرویۃ لیا ہے۔الغرض امام زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی الرؤیا بمعنی جاگتی آنکھوں کے دیکھنے پر اختلاف نہیں۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ بعض سلف کے نزدیک معراج کئی مرتبہ ہوئی جن میں سے ایک مرتبہ جسمانی تھی اور باقی روحانی تھیں اور امام زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ جن کے متعلق مرزا قادیانی کا کہنا تھا کہ:’’حضرت ابن عباس

قرآن کریم کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں سے ہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد ۳-ازالہ اوہام:صفحہ 225)

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’قال: شيء أرِيَه النبي صلى الله عليه وسلم في اليقظة، رآه بعينه حين ذُهِبَ به إلى بيت المقدس۔‘‘ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 464 الرقم:3500 مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ تحقیق شاکر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ آیت کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات بیداری کے عالم میں چشم سر سے دکھائی گئیں۔ یہی روایت ’’وَلَيْسَتْ بِرُؤْيَا مَنَامٍ‘‘ (اور اس سے ہرگز خواب کا نظارہ مراد نہیں) کے الفاظ کے ساتھ معجم الکبیر میں بھی موجود ہے۔ نیز یہی روایت صحیح بخاری میں بھی تھوڑے مختلف متن سے درج ہے: ’’قال هي رؤيا عين أريها رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة أسري به إلى بيت المقدس۔‘‘

(صحیح بخاری الرقم:3888)

فرمایا کہ اس میں رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کو معراج کی رات میں دکھایا گیا تھا جس میں آپ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا تھا۔ اس کی شرح میں امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’وإنما قيل الرؤيا بالعين إشارة إلى أنها في اليقظة أو إلى أنها ليست بمعنى العلم۔‘‘ (شرح کرمانی، جلد 17، صفحہ 185، الرقم:4401، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت)

یعنی ’’الرؤیا بالعین‘‘ یہ اشارہ کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ یہ (الرؤیا) حالت بیداری میں تھا یا یہ بتانے کے لیے کہ یہاں الرؤیا علم کے معنی میں نہیں ہے۔ اسی طرح تفسیر خازن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کر صاحب تفسیر فرماتے ہیں:

’’وهو قول سعيد بن جبير والحسن ومسروق وقتادة ومجاهد وعكرمة وابن جريج وغيرهم. والعرب تقول: رأيت بعيني رؤية ورؤيا.‘‘ کہ سعید بن جبیر، حسن بصری، مسروق بن الاجداع، قتادہ، مجاہد، عکرمہ ابن جریر وغیرہ کا بھی یہی قول ہے اور عرب کہتے ہیں: ’’رَأَيْتُ بِعَيْنِي رُؤْيَةً وَرُؤْيَا‘‘ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا، دیکھنا۔‘‘ الرؤیا کا عام استعمال خواب کے دیکھنے کے لئے ہوتا ہے، مگر لغت عرب میں الرؤیا بیداری میں دیکھنے کے لئے بھی مستعمل ہے۔

علامہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب لسان العرب (ذہن میں رہے یہ کتاب مرزا قادیانی کی پسندیدہ لغت عرب تھی) میں فرماتے ہیں: ’’وَقَدْ جَاءَ الرُّؤْيَا فِي الْيَقَظَةِ۔‘‘ (لسان العرب جلد 14، صفحہ 297 مطبوعہ دار صادر بیروت)

یعنی ’’بلاشبہ: ’’الرُّؤْيَا‘‘ حالت بیداری میں مشاہدے کے لئے بھی آتا ہے۔‘‘ مزید یہ کہ صاحب لسان نے اس معنی کے ثبوت میں قرآن مجید کی یہی آیت پیش فرمائی ہے۔

(حوالہ ایضاً)

تفسیر ابن کثیر میں ہے: ’’فَإِنَّ العبد عبارة عن مجموع الروح والجسد، وقال تعالى أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا وقال تعالى: وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ۔‘‘ (الاسراء:60)

قال ابن عباس: ’’هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِه... وَقَالَ تَعَالَى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى (النجم17) وَالْبَصَرُ مِنْ آلَاتِ الذَّاتِ لَا الرُّوحِ، وَأَيْضًا فَإِنَّهُ حُمِلَ عَلَى الْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ بَيْضَاءُ بَرَّاقَةٌ لَهَا لَمَعَانٌ، وَإِنَّمَا يَكُونُ هَذَا لِلْبَدَنِ لَا لِلرُّوحِ لِأَنَّهَا لَا تَحْتَاجُ فِي حَرَكَتِهَا إِلَى مَرْكَبٍ تَرْكَبُ عَلَيْهِ‘‘ (تفسیر ابن کثیر جلد 5 صفحہ 40 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

’’عبد کا اطلاق روح اور جسم دونوں کے مجموعے پر آتا ہے، پھر اسریٰ بعبدہ لیلا کا فرمانا اور وما جعلنا الرویا التی اریناك الا فتنۃ للناس کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آنکھوں کا دیکھنا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا...(بخاری)

خود قرآن فرماتا ہے: ’’ما زاغ البصر وما طغٰی‘‘ (النجم 17) نہ تو نگاہ بہکی نہ بھٹکی۔ ظاہر ہے کہ بصر یعنی نگاہ انسان کی ذات کا ایک وصف ہے نہ کہ صرف روح کا۔ پھر براق کی سواری کا لایا جانا اور اس سفید چمکیلے جانور پر سوار کرا کر آپ کو لے جانا بھی اسی کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ جاگنے کا اور جسمانی ہے ورنہ صرف روح کے لئے سواری کی ضرورت نہیں۔‘‘

(جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

لاہور کا تبلیغی دورہ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور متحرک اور فعال جماعت ہے جس میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی قیادت و سرکردگی میں مولانا عبدالنعیم اور مولانا سمیع اللہ کام کررہے ہیں اور مقامی علماء کرام میں مولانا خالد محمود، مولانا سعید احمد وقار شادی پورہ، مولانا قاری عبدالعزیز ان کے معاون اور دست و بازو ہیں۔ مولانا قاری علیم الدین شاکر مدظلہ صاحب طرز خطیب اور لاہور مجلس کے ناظم اعلیٰ ہیں، جبکہ میاں رضوان نفیس مدظلہ ان کے دست راست ہیں۔ سال میں کئی ایک مقامات پر بڑی بڑی کانفرنسیں اور اجتماعات منعقد کرتے ہیں اور شارٹ کورسز تو درجنوں کے حساب سے منعقد کرتے ہیں۔ نیز مولانا ڈاکٹر عبدالواحد قریشی بھی ان کی سرپرستی کرتے ہیں۔ مولانا ثانی کے حکم پر راقم تین دن کے لئے ۲۰ تا ۲۲/دسمبر ۲۰۲۵ء کو لاہور آیا اور اس سے پہلے ۱۹/دسمبر جمعۃ المبارک کا اردو خطبہ راقم نے کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ کی جامعہ فاروقیہ کی جامع مسجد میں دیا۔ جس کے بانی مولانا قاری غلام مصطفیٰ مدظلہ ہیں، ان سے ۱۹۹۰ء سے یاداللہ وابستہ ہے۔ ایک عرصہ تک سال میں کم از کم ایک جمعہ جامعہ فاروقیہ میں پڑھتا رہا، جب آتش جوان تھا۔ کافی عرصہ کے بعد بیان کا موقع نصیب ہوا۔ قاری غلام مصطفیٰ مدظلہ سے ملاقات نہ ہوسکی، لیکن ان کے فرزندان گرامی مولانا عمر فاروق، مولانا ابوبکر صدیق، مولانا محمد عثمان نے خیر مقدم کیا۔ مذکورہ بالا تینوں بھائی اور ان کی ازواج مل کر بنات کا مدرسہ چلا رہے ہیں، دورۂ حدیث شریف تک دوسو سے زائد بنات زیر تعلیم ہیں۔

جامع مسجد حبیب کبریا سانده میں ختم نبوت کورس:

سانده کی جامع مسجد حبیب میں جس کے خطیب حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد ہیں۔ ۲۰، ۲۱/دسمبر کو ختم نبوت کورس رکھا۔ ۲۰/دسمبر مغرب سے عشاء تک مولانا قاری عبدالعزیز مدظلہ نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا، جبکہ عشاء کی نماز کے بعد مولانا عبدالنعیم اور راقم نے حیات و رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام پر سبق پڑھایا۔ پچاس کے قریب حضرات نے شرکت کی۔ جبکہ ۲۱/دسمبر صبح کی نماز کے بعد جامعہ ختم نبوت چناب نگر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ نے مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر سے سامعین کو آگاہ کیا۔

خطبہ جمعہ جامع مسجد عبداللہ ابن مسعودؓ:

۲۵/دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ کی جامع مسجد سمن زار نزد مرغزار کالونی لاہور میں دیا۔ جامعہ کے بانی لاہور کے معروف عالم دین، استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن خان ہیں۔ جامعہ کا سنگ بنیاد ۲۰۰۳ء میں شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسینیؒ، جمعیت علماء اسلام کے راہنما سابق ایم این اے مولانا امان اللہ خانؒ لکی مروت خیبر پختونخواہ، دارالعلوم الاسلامیہ کامران بلاک اقبال ٹاؤن لاہور کے بانی مولانا اشرف علی تھانویؒ سمیت کئی ایک علماء کرام نے رکھا۔

مولانا عبدالرحمٰن مدظلہ لکی مروت کے علاقہ کے رہنے والے ہیں، دارالعلوم الاسلامیہ میں کئی سال تک تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اب بھی کئی ایک مدارس میں درس حدیث دیتے ہیں۔ جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ میں سادسہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ ۳۰۰ طلبہ ۲۰ اساتذۂ کرام کے زیر تربیت ہیں۔ حضرت مولانا مجلس کے رفقاء اور خدام سے بہت محبت فرماتے ہیں، ان کے جامعہ میں حفظ، تجوید و قرأت کے علاوہ بی اے تک عصری تعلیم ہوتی ہے۔ آپ کے فرزند گرامی مولانا نظام الدین سلمہ نظم چلا رہے ہیں۔

جامع مسجد بلال بھسین میں تین روزہ ختم نبوت کورس:

بھسین بارڈر ایریا ہے۔ جامع مسجد بلال کی منتظمہ ماسٹر محمد ارشاد، ماسٹر لیاقت، مولانا عبدالعزیز اور قاری محمد یعقوب نے

۲۰ تا ۲۲ر دسمبر کو مغرب سے عشا تک تین روزہ کورس رکھا۔ ۲۰ر دسمبر کو مغرب سے عشاء تک مولانا سعید احمد وقار سلمہ کی معیت میں مولانا غلام رسول دین پوری نے عقیدۂ نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا، جبکہ ۲۱ر دسمبر مغرب سے عشا تک مولانا عبدالنعیم نے قادیانیوں کے عقائد پر مختصر بیان کیا، جبکہ تفصیلی بیان راقم کا اوصاف نبوت پر ہوا۔ ۲۲ر دسمبر کو مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری محمد حنیف کمبوہ، مولانا خالد محمود، مولانا عابد حنیف کمبوہ کے بیانات ہوئے، صدارت میاں رضوان نفیس مدظلہ نے کی۔ مولانا سعید احمد وقار علماء کرام کو لانے اور لے جانے کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور:

۲۲ر دسمبر سوا گیارہ سے بارہ بجے تک جامعہ میں بیان ہوا، تیس سے زائد طلبہ نے کورس چناب نگر میں شرکت کے لئے نام لکھوائے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا محمد اویس جبکہ شیخ الحدیث ہمارے لاہور مجلس کے امیر عارف باللہ مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ ہیں۔ حضرت مفتی صاحب اسباق ختم ہونے کے بعد ملک بھر کے جامعات میں ختم بخاری شریف، دستار بندی فضلاء، دوپٹہ پوشی فاضلات کے پروگراموں میں شرکت فرماتے ہیں۔ حضرت الامیر سے ملاقات نہ ہوسکی، طلبہ میں بیان کے بعد ملتان کا سفر کیا۔

جامعہ خیرالمدارس میں بیان:

جامعہ خیرالمدارس کو معرض وجود میں آئے ہوئے تقریباً ایک سو سال ہورہے ہیں۔ جامعہ کے بانی برصغیر پاک وہند کے نامور عالم دین، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ تھے۔ قیام پاکستان کے بعد مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی دعوت پر ملتان میں جامعہ کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ قیام پاکستان سے پہلے ملتان کی جامع مسجد سراجاں میں جامعہ محمدیہ کے نام سے ادارہ قائم کر چکے تھے۔ جامعہ خیرالمدارس جب ملتان منتقل ہوا تو مولانا جالندھریؒ نے اپنے قائم کردہ جامعہ محمدیہ اور اس کے تمام اثاثے جامعہ کے سپرد کر کے اپنے آپ کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا۔

جامعہ خیرالمدارس کے بانی حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ (متوفی ۲۳ر اکتوبر ۱۹۷۰ء) کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے جامعہ کا نظام سنبھالا۔ جامعہ کو اصل ترقی مولانا محمد حنیف

پنوعاقل سندھ دفتر ختم نبوت میں تقریری مقابلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت میں ۱۲ر دسمبر کو ختم نبوت تقریری مقابلہ ہوا۔ جس میں مدارس عربیہ اور عصری تعلیمی اداروں کے بیس طلبہ نے تقریری مقابلہ میں حصہ لیا۔ مقابلہ میں اول، دوم، سوم آنے والوں کو نقد انعامات کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات کا منتخب سیٹ پیش کیا۔ تقریب کی صدارت مقامی امیر مولانا قاری عبدالقادر چاچڑ نے کی۔ جب کہ مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد حسین ناصر تھے۔ تقریب میں ایک سو کے قریب علماء کرام، جماعتی رفقاء اور معززین شہر نے خصوصی شرکت کی۔ تقریری مقابلہ کے لئے طلبہ کی بھرپور تیاری کرائی گئی۔ اور اکثر طلبہ نے گرجدار آواز کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، اس عظیم الشان بنیادی اساس کے لئے صحابہ کرامؓ کے خیر القرون کے دور سے لے کر موجودہ تحریک کے سلسلہ میں عظیم الشان قربانیوں کا ولولہ انگیز، ایمان افروز تذکرے کئے۔ اس تقریری مقابلہ کو پنوعاقل کے علماء کرام اور جماعتی کارکنوں نے تحسین کی نگاہ سے دیکھا اور نعرہ ہائے تکبیر اور تاجدار ختم نبوت زندہ باد کے روح پرور نعروں سے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی، جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما خصوصی طور پر علالت کے باوجود تشریف لائے اور شرکائے مقابلہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ آخری بیان بھی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا، اور آپ کے مبارک ہاتھوں سے انعامات تقسیم کرائے گئے۔

دوسرے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے مدرسہ عزیز العلوم کی جامع مسجد میں خطبہ جمعہ دیا۔ اسی روز ۱۳ر دسمبر کو گول جامع مسجد میں قائم مدرسہ کے فضلاء کو سندات وانعامات مولانا مدظلہ کے ہاتھوں دلوائے گئے۔

(مولانا سیف اللہ، ظاہر پیر)

جالندھری مدظلہ کے دور میں ہوئی۔ کروڑوں روپے کے خرچ سے عظیم الشان جامع مسجد الخیر، کئی منزلہ دارالقرآن اور بہترین سیکریٹریٹ تعمیر ہوچکا ہے۔ ۲۴/دسمبر کو عصر کی نماز کے بعد راقم نے طلبہ میں ختم نبوت کورس چناب نگر میں شمولیت کی دعوت دی۔ جامعہ کے استاذ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد عابد دامت برکاتہم نے کھڑے ہوکر بھرپور تائید کی، بعدازاں مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ نے نہ صرف تائید کی بلکہ فرمایا کہ اساتذہ کرام کو بھی کہوں گا کہ وہ اپنی اپنی درسگاہوں میں اس کی دعوت چلائیں۔ ۲۵/دسمبر کو اس سال کا مبلغین کا آخری اجلاس تھا، جس میں زیادہ تر چناب نگر کورس کے انتظامات سے متعلق ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔

جمعۃ المبارک کا خطبہ:

۲۶/دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مدرسہ مطالب العلوم عنایت پور قائم کردہ مناظر ختم نبوت حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ میں دیا۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ جامعہ خیر المدارس ملتان کے ابتدائی فضلاء میں سے تھے۔ ابن امیر شریعت مولانا سیّد ابوذر بخاریؒ، شیخ الحدیث حضرت الاستاذ مولانا محمد صدیقؒ آپ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد غالباً ۱۹۵۰ء میں آپ نے مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی جامعہ خیر المدارس نے آپ کا تقرر کسی مدرسہ میں کردیا۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ آپ کو مجلس میں لے آئے۔ مجلس کے مرکزی مبلغ اور مناظر کی حیثیت سے آپ نے تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں بھرپور حصہ لیا اور بیرون ملک بھی کئی مدارس کا دورہ کیا۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر، ناظم اعلیٰ، ناظم تبلیغ عہدوں پر فائز رہے۔ مئی ۲۰۰۳ء میں وفات پائی۔ آپؒ کی وفات کے بعد سے آپ کے فرزندان گرامی مولانا عطاء الرحمٰن، قاری ضیاء الرحمٰن نے مسجد ومدرسہ کا نظام سنبھالا ہوا ہے۔ حضرت مولانا کی وفات کے بعد راقم کا ہر سال حضرت کی قائم کردہ جامع مسجد میں ایک جمعہ کا بیان ہوتا ہے۔ چنانچہ امسال ۲۶/دسمبر ۲۰۲۵ء کے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں راقم نے بیان کیا اور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی عظیم الشان خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

جامعہ ابوہریرہ میلسی:

۲۷/دسمبر ظہر کی نماز کے بعد جامعہ ابوہریرہ میلسی کے طلبہ میں بیان ہوا۔ کئی ایک طلبہ نے نام لکھوائے۔ جامعہ کے بانی ہمارے مرشد حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ اور بہترین مدرس ومنتظم ہیں۔

جامعہ خالد ابن ولید ٹھینگی:

جامعہ کے بانی ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے محبوب شاگرد، دارالعلوم کبیروالا کے فاضل، کئی ایک مشائخ کے تربیت یافتہ اور خلیفہ حضرت مولانا ظفر احمد خالدؒ تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے منجھلے صاحبزادہ مولانا عزیز الرحمٰن کو مہتمم، مولانا خلیل الرحمٰن کو نائب مہتمم، مولانا عبیدالرحمٰن کو جامع مسجد کا خطیب و امام حضرت امیر مرکزیہ پیر حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم نے مقرر فرمایا۔ ۲۷/دسمبر مغرب کی نماز کے بعد جامعہ کے اساتذۂ کرام اور طلبا میں بیان ہوا اور رات کا قیام حضرت بانیٔ جامعہ کی درسگاہ میں رہا۔

خوشخبری

www.khatm-e-nubuwwat.com

الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اِی مکتبہ (الیکٹرونک لائبریری) سے ختم نبوت کے عنوان پر تحقیق کے لئے مستند کتب سرچ (Search) اور کاپی (Copy) کی سہولت کے ساتھ دستیاب ہیں۔ جن میں ایک اور کتاب (تحفۂ قادیانیت جلد اوّل، دوم) کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ اِی مکتبہ پر اَپ لوڈ تمام کتب درج ذیل ہیں: 1:...آئینۂ قادیانیت، 2:...قادیانی شبہات کے جوابات، 3:...قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ، 4:...ائمۂ تلبیس، 5:...تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، 6:...قادیانیت کا تعاقب، 7:...توضیح الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام، 8:...قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے، 9:...فتاویٰ ختم نبوت جلد اوّل، 10:...فتاویٰ ختم نبوت جلد دوم، 11:...فتاویٰ ختم نبوت جلد سوم، 12:...قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ، 13:...تحفۂ قادیانیت (جلد اوّل)، 14:...تحفۂ قادیانیت (جلد دوم)، الحمدللہ! مزید کتب پر کام جاری ہے www.emaktaba.info

www.amtkn.com www.laulak.info www.khatm-e-nubuwwat.info

مطبوعات ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	رعایتی قیمت
1	محاسبہ قادیانیت: جلد نمبر 01 تا 36	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	14400
2	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	حضرت مولانا پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	600
3	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
4	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	600
5	مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام (17 جلدیں)	متعدد حضرات کے مجموعہ کتب و رسائل	7500
6	تحریک ختم نبوت (10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
7	مقدمہ مرزائیہ بہاولپور (3 جلدیں)	جج محمد اکبر خان صاحب	1000
8	قومی اسمبلی میں بحث پر مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
9	مجموعہ رسائل رد قادیانیت جلد اول	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
10	مجموعہ رسائل رد قادیانیت جلد دوم	رسائل اکابرین	350
11	فتاویٰ ختم نبوت (3 جلدیں)	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1200
12	قادیانی شبہات اور ان کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
13	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	700
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
16	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
17	فتنہ گوہر شاہی	مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ / مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب	200
18	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب / مولانا قاضی احسان احمد صاحب	250
19	سیدہ فاطمہؓ	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	250
20	تحفۂ قادیانیت (6 جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	1800
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	300
22	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
23	قادیانیت (مطالعہ و جائزہ)	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	250
24	ایک ہفتہ شیخ الہند کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
25	ختم نبوت ڈائری 2026ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	350
26	ختم نبوت کیلنڈر 2026ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	150
27	خلفائے راشدین اور اہل بیتؓ کے باہمی تعلقات	علامہ زمخشریؒ / مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ	100
28	نشان منزل	محترمہ خنساء امین صاحبہ	200
29	ختم نبوت کورس	جناب مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350

نوٹ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔